ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
27 جون تا 3 جولائی 2002ء

☆ ڈوب مرنے کا مقام! (اداریہ)
☆ حکومت کی غلط پالیسی کے نتائج (منبر و محراب)
☆ نیو ورلڈ آرڈر اور پاکستان (تجزیہ)

اسلامی نظام کی برکات

اسلامی نظام پہلے کا آزمودہ ہے' تاریخ اس کی صلاحیت و موزونیت پر گواہ ہے۔ وہ ماضی میں ایک ایسی امت برپا کر چکا ہے جو سب سے زیادہ طاقتور' سب سے زیادہ بہتر' سب سے زیادہ رحم دل' سب سے زیادہ شفیق و دردمند اور انسانیت کے حق میں سب سے زیادہ باعث خیر و برکت تھی۔ دلوں میں اس کا وہ مقام اور وہ تقدس ہے کہ اسے اختیار کرنا' اس کو سمجھنا' اس کی آواز پر لبیک کہنا اور اس کی راہ پر گامزن ہونا سب کے لئے آسان ہوگا۔ اس وقت کوئی قومیت پر فخر کرے گا نہ خالص وطنیت کے گن گائے گا' اس لئے کہ ہم اپنی زندگی کی تعمیر خود اپنے اصولوں پر کریں گے' اغیار سے ہم کچھ نہیں لیں گے۔ اور اسی وقت ہمیں سیاسی آزادی کے علاوہ صحیح معنوں میں قومی و اجتماعی آزادی بھی حاصل ہو سکے گی۔ یہ نظام اپنانے سے عربی وحدت کو ہی نہیں اسلامی وحدت کو بھی زبردست استحکام حاصل ہوگا۔ اس وقت سارے عالم اسلام کا ہم سے جذباتی و روحانی تعلق ہوگا' سب کی ہمدردیاں' دلسوزیاں' شفقتیں اور تائیدیں ہمارے ساتھ ہوں گی۔ وہ جذبۂ اخوت کے تحت ہماری مدد کریں گے اور ہم سے بھی یہی توقع رکھیں گے۔ یہ ایک ایسا زبردست فائدہ ہوگا جسے کوئی عاقل نظر انداز نہیں کر سکتا۔ پھر یہ نظام بہت ہی جامع و کامل نظام ہے۔ عام ملی زندگی کے لئے بہتر سے بہتر اصول و قوانین دینے کا ضامن ہے۔ عملی حیثیت سے بھی ہمارا کفیل ہے اور روحانی نقطۂ نظر سے بھی ہمارا رہنما ہے۔ یہ وہ خصوصیت ہے جس میں اسلام منفرد ہے' اس میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہ قومی نظام کے لئے دو اہم بنیادیں فراہم کرتا ہے۔ "اچھے کو لے لو' برے کو چھوڑ دو' مفید کی قدر کرو' مضر کو ٹھکرا دو۔" جب ہم اس راستے پر گامزن ہوں گے تو زندگی کی بہت سی پیچیدگیوں سے بچ جائیں گے۔ ان تمام مسائل سے نجات پا جائیں گے جن سے آج کی وہ تمام قومیں دوچار ہیں' جو اس راستہ سے ناآشنا ہیں۔ بلکہ اس وقت ہم بہت سی ان گتھیوں کو بھی سلجھا سکیں گے جن کو سلجھانے سے موجودہ نظام عاجز ہیں۔

(حسن البنا شہید کی ایک یادگار تحریر)

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حافظ عاکف سعید

ڈوب مرنے کا مقام!

۲۵ جون ۲۰۰۲ء کا دن دینی و مذہبی اعتبار سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کی تاریخ کے سیاہ ترین دن کی حیثیت سے یاد رکھا جائے گا جب ملک کی اعلیٰ ترین عدالت نے بہت سے دستوری و قانونی تقاضوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے معاملے کو نمٹانے کے انداز میں اپنے ایک مختصر فیصلے کے ذریعے معاشی میدان میں اسلامائزیشن کے ضمن میں کی گئی گزشتہ کم و بیش پندرہ بیس سال کی مساعی اور قابل قدر پیش رفت پر خطِ تنسیخ پھیر دیا۔ ہر دیدۂ بینا رکھنے والا شخص اس امر کا بخوبی مشاہدہ کر رہا تھا کہ سود کے خاتمے اور بلاسود بینکاری کے فروغ کے لئے حکومت وقت کو گزشتہ سال سپریم کورٹ کے اپیلٹ بنچ سے ملنے والی اضافی مہلت ۳۰ جون کو ختم ہو رہی تھی جبکہ اس پورے عرصے کے دوران حکومت نے اس معاملے میں مجرمانہ غفلت کو اپنا شعار بنائے رکھا اور سود کے خاتمے اور متبادل نظام کے قیام کے لئے ضروری ہوم ورک سے حسب سابق صرفِ نظر کئے رکھا اور جب وہ مہلت ختم ہونے کو آئی تو انتہائی بد دیانتی سے کام لیتے ہوئے سپریم کورٹ کے ایک ایسے اپیلٹ بنچ کے ذریعے وفاقی شرعی عدالت کے تاریخ ساز فیصلے کو انتہائی بھونڈے انداز میں کالعدم کروا دیا جو اس معاملے میں نظرِ ثانی کی سماعت کا سرے سے مجاز ہی نہیں تھا۔ نئے بنچ کی تشکیل میں بھی حکومت کی بدنیتی بالکل ظاہر و باہر تھی۔ پھر اگر فاضل عدالت کے نزدیک واقعی کچھ نئے نکات عدالت میں اٹھائے گئے تھے تو ضروری تھا کہ ان نکات کے جواب تیار کرنے اور پھر تفصیلی سماعت کے لئے مزید وقت دیا جاتا اور عجلت میں اتنا بڑا فیصلہ کرنے سے اجتناب کیا جاتا۔ قبل ازیں ۱۹ جون کو ملکی اخبارات میں شائع ہونے والے ایک حکومتی ترجمان کا یہ بیان بھی حکومت کے ناپاک عزائم کا غماز تھا کہ شریعت کی رو سے خواہ سود حرام ہو لیکن چونکہ اس وقت ملک و قوم کی مصلحت سودی نظام میں ہے لہٰذا ہم اسے جاری رکھیں گے! ـــــ انا للہ وانا الیہ راجعون!! ـــــ چنانچہ اس حکومتی ڈرامے کا ڈراپ سین ۲۵ جون کو ہوا جب ایک مختصر عدالتی فیصلے کے ذریعے معیشت کی اسلامائزیشن کے ضمن میں اعلیٰ عدالتوں کے سابقہ تاریخ ساز فیصلوں کو بیک قلم کالعدم قرار دے دیا گیا ـــــ مسلمانانِ پاکستان کے لئے یہ شرم سے ڈوب مرنے کا مقام نہیں تو اور کیا ہے۔

سب سے بڑھ کر ڈوب مرنے کا مقام اربابِ حکومت کے لئے ہے جنہوں نے پاکستان کو خارجی اور داخلی دونوں سطحوں پر درپیش سخت ترین حالات میں بھی اللہ کے دامن کو تھامنے کی بجائے اللہ اور اس کے دین سے بغاوت کے راستے کو ترجیح دی اور اللہ کے غضب کو دعوت دینے کا سامان کیا۔

شرم سے ڈوب مرنے کا مقام ان دینی و مذہبی سیاسی جماعتوں کے لئے بھی ہے جو بحالی جمہوریت کے لئے تحریک چلانے اور تشدد برداشت کرنے کو تو باعث فخر جانتی ہیں لیکن اس اہم ترین دینی مسئلے یعنی سود کے خاتمے کے لئے جس کے ساتھ مسلمانانِ پاکستان کا ہی نہیں، خود پاکستان کا بھی مستقبل بھی وابستہ ہے، حکومت پر دباؤ ڈالنے اور اس معاملے میں مل جل کر زوردار عوامی تحریک چلانے کے بارے میں انہوں نے آج تک کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی۔ بلکہ ایک مردِ درویش کی جانب سے بار بار توجہ دلانے کے باوجود بھی اس معاملے کو درخورِ اعتناء نہ سمجھا۔

شرم سے ڈوب مرنے کا مقام ان غیر سیاسی دینی و مذہبی طبقات کے لئے بھی ہے جو گرد و پیش سے آنکھیں بند کئے محض تعلیم و تدریس کا کام کرنے یا قوم کو میٹھے وعظ کی لوریاں دے کر سلانے میں مصروف ہیں اور انہیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ سودی معیشت کی دلدل میں گردن تک غرق پوری پاکستانی قوم آج اللہ اور اس کے رسولؐ کے خلاف حالتِ جنگ میں ہے۔ حالانکہ وہ اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ جب معاش میں حرام در آئے تو کوئی عبادت قبول ہوتی ہے نہ دعا!

شرم سے ڈوب مرنے کا مقام ان اہلِ دانش و خرد کے لئے بھی ہے جو قرآن و سنت کو اپنی عقل اور عصری تقاضوں کے تابع بنانے کی خاطر ''خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں'' کی روش پر عمل پیرا ہیں۔ اور اس مغالطہ کا شکار ہیں کہ وہ دینی و مذہبی اعتبار سے کوئی مفید تعمیری خدمت سرانجام دے رہے ہیں! انہی میں وہ لوگ بھی ہیں جو ابو الفضل اور فیضی کا کردار ادا کرتے ہوئے حکمرانوں کی خوشنودی اور اپنے ذاتی مفادات کی خاطر اپنی عقل و دانش کے بل پر اللہ کے دین کا حلیہ بگاڑنے سے بھی دریغ نہیں کرتے، خواہ وہ عدل و انصاف کی مسند پر براجمان ہوں۔

شرم سے ڈوب مرنے کا مقام ہے ان عوام الناس کے لئے بھی کہ دنیا پرستی جن کا شعار بن چکا ہے اور وہ یا تو سود میں خود پوری طرح ملوث ہیں اور یا اگر ملوث نہیں ہیں تب بھی سودی نظام کے خلاف کسی عملی جدوجہد میں شرکت کے لئے تیار نہیں ہیں۔

خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا نقیب

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

جلد 11 شمارہ 24

27 جون تا 3 جولائی 2002ء

(15 تا 21 ربیع الثانی 1423ھ)

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر: حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: فرقان دانش خان

معاونین: مرزا ایوب بیگ، سردار اعوان

محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: اسعد احمد مختار، طابع: رشید احمد چوہدری

مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور

فون: 03-5869501 فیکس: 5834000

E-Mail:anjuman@tanzeem.org

Website:www.tanzeem.org

خصوصی شمارہ کی قیمت : 36 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک......250 روپے

بیرونِ پاکستان

☆ یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ

............1500 روپے

☆ امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ

............2200 روپے

۱۱ستمبر کے بعد غلط حکومتی پالیسی کے باعث ہی نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ ہمیں کشمیر کاز پر یوٹرن لینا پڑا

ہماری ایٹمی صلاحیت کو امریکہ نے اپنی تحویل میں لینے کے لئے بہانے کی تلاش شروع کر دی ہے

سود کے معاملے میں ہماری حکومت کا موجودہ طرزِ عمل بلعم بن باعورا نامی کردار سے مشابہت رکھتا ہے

امریکہ اپنے مقاصد پورے ہونے کے بعد ہو سکتا ہے کہ صدر مشرف حکومت کے خلاف کوئی زوردار تحریک شروع کر دے

مسجد دارالسلام میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے 21 جون 2002ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

۱۶ستمبر ۲۰۰۱ء کو میں نے جو بات جنرل پرویز مشرف صاحب سے کہی تھی کہ اگر آپ اس وقت طالبان کے خلاف امریکہ کے آلہ کار بنیں گے تو یہ نہ صرف عدل و انصاف کے مسلمہ اصولوں کے منافی ہوگا بلکہ غیرت و حمیت کے تقاضوں کے خلاف بغاوت اور دین و مذہب کی تعلیمات سے غداری کے مترادف ہوگا اور جن مصلحتوں کو سامنے رکھ کر آپ یہ کام کر رہے ہیں کہ ہمارا کشمیر کاز بچ جائے' ہمارا ایٹمی پروگرام بچ جائے' خود پاکستان بچ جائے' تو یہ صرف عارضی سا معاملہ ہوگا' بہت جلد ہماری ان تمام چیزوں پر بھی حملہ ہوگا۔ آج میری یہ بات صد فی صد درست ثابت ہوئی ہے۔ چنانچہ کشمیر کاز پر یوٹرن لیا جا چکا۔ اس سے بڑی بات کیا ہوگی کہ واجپائی صاحب نے بھی سرٹیفکیٹ دے دیا ہے کہ واقعی اب سرحد پار سے کوئی دراندازی نہیں ہو رہی صرف ایک کوشش ہوئی تھی جسے ہم نے ناکام بنا دیا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان چکی کے دو پاٹوں کے درمیان آ گیا تھا۔ ایک طرف ہندوستان کی کیل کانٹے سے لیس دس لاکھ فوج کھڑی ہے۔ دوسری طرف امریکہ' برطانیہ اور پوری دنیا کا دباؤ تھا کہ پاکستان کو یہ معاملہ واقعی ختم کرنا چاہئے۔ لیکن یہاں تک نوبت ۱۱ستمبر کے بعد خود حکومت کی غلط پالیسی اختیار کرنے کے باعث پہنچی ہے۔ صدر پرویز مشرف یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ شاید ان کا یہ موقف تسلیم کر لیا گیا ہے کہ ''دہشت گردوں'' اور ''مجاہدین حریت'' میں فرق کیا جانا چاہئے۔ کشمیر میں جو کشمکش جاری ہے وہ جہاد حریت ہے۔ ہماری طرف سے جو بھی جاتے ہیں وہ فریڈم فائٹرز یعنی مجاہدین حریت ہیں اور یہ کہ کنٹرول لائن چونکہ مستقل سرحد نہیں ہے لہٰذا اگر آزاد کشمیر سے کچھ لوگ اپنے مقبوضہ کشمیر کے بھائیوں کی آزادی کی جدوجہد میں مدد کے لئے جاتے ہیں تو اس پر اعتراض بلا جواز ہے۔ لیکن بالآخر دو طرفہ دباؤ کے تحت ماننا پڑا اور اب انہوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ یہاں سے کوئی آدمی اُدھر نہیں جانے دیا جائے گا۔

لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ پرویز مشرف کی ناکامی ہے' میں کہتا ہوں کہ یہ پاکستان کی ناکامی ہے۔ یہ دراصل ''جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات'' والا معاملہ ہے' کیونکہ یہ جو ریورس گیئر لگا ہوا ہے کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کہاں تک جائے گا۔ میں نے شروع میں جو اندیشہ ظاہر کیا تھا کہ ہماری ایٹمی صلاحیت پر بھی حملہ ہوگا' اس کے آثار بھی ظاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ نیویارک ٹائمز کی خبر ہے کہ صدر بش نے اپنے سکیورٹی ایڈوائزرز کو حکم دے دیا ہے کہ ایسی اسکیمیں بنائی جائیں کہ اگر کسی وقت ہمیں شبہ ہو کہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت بنیاد پرستوں کے ہاتھوں میں جا سکتی ہے تو ہم فوراً قبضہ کر لیں۔ ویسے بھی امریکہ کے لئے اب مشکل کیا ہے' واقعہ یہ ہے کہ اس وقت ہم امریکہ کی کالونی بن چکے ہیں۔ ایف بی آئی کے ایجنٹ ہر جگہ چھاپے مار رہے ہیں۔ ایف بی آئی کے ہی ایک ایجنٹ نے پچھلے دنوں یہ بیان دیا تھا کہ یہاں پاکستان میں سی آئی اے اور موساد بھی موجود ہے۔ بہرحال اگر پاکستان کی ایٹمی صلاحیت پر امریکہ قدغنیں لگانے میں کامیاب ہو گیا تو پھر پاکستان کو بھارت کا طفیلی ملک بننے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔

اب آیئے مڈل ایسٹ کی طرف۔ عنقریب یہاں بہت بڑا تصادم پیش آنے والا ہے۔ جسے احادیث میں ''الملحمة العظمی'' ''یعنی ''عظیم ترین جنگ'' کہا گیا ہے۔ اسے ایک مثال سے سمجھئے۔ مشرقِ وسطیٰ میں دراصل جلد ہی دو آئس برگ ٹکرانے والے ہیں۔ عموماً آئس برگ کے اوپر کا حصہ جو نظر آتا ہے وہ بہت چھوٹا ہوتا ہے۔ اصل آئس برگ سطح سمندر کے نیچے ہوتا ہے چنانچہ جہاز والے دھوکا کھا جاتے ہیں اور اسے کوئی چھوٹی سی شے سمجھ کر ٹکرا جاتے ہیں اور جہاز پاش پاش ہو جاتا ہے۔ مشرقِ وسطیٰ میں بھی فی الحال ان آئس برگ کے دو Tips میں تصادم جاری ہے۔ ایک آئس برگ کی Tip اسرائیل ہے' تقریباً تیس سے پینتیس لاکھ یہودی وہاں آباد ہیں۔ دوسرا Tip فلسطین ہے' وہ بھی تعداد میں تقریباً برابر ہیں' ان کے درمیان تصادم شروع ہو چکا ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ہر آئس برگ کے نیچے کیا ہے۔ وہ اگر ٹکرا گیا تو انتہائی خوفناک تباہی ہوگی۔ دراصل اسرائیل کے پیچھے ایک کروڑ یہود ہیں جو پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ پھر یہ کہ امریکہ اور برطانیہ بھی اسرائیل کے پشت پناہ ہیں۔ پھر اس سے نیچے پوری عیسائی دنیا ان کے ساتھ ہے۔ یہ ایک بہت بڑا آئس برگ ہے۔ دوسری طرف تیس پینتیس لاکھ فلسطینی ہیں۔ ان کے پیچھے تیس کروڑ عرب ہیں اور ان کے نیچے ایک ارب مسلمان ہیں۔ اس لئے کہ بیت المقدس تمام مسلمانوں کے لئے مقدس ہے۔ اس اعتبار سے یہ صرف فلسطین اور اسرائیل کا معاملہ نہیں ہے۔ یہ تو Tips of the Ice-bergs ہیں جو ٹکرا رہے ہیں۔ جب اصل آئس برگ ٹکرائیں گے تو سوچئے کیا ہوگا۔ احادیث کی کتب میں اس جنگ کا ذکر ہے اور انجیل میں بھی اس جنگ کی پیشنگوئیاں ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مستقبل قریب میں بہت زبردست تصادم آنے والا ہے۔

ان حالات میں تدبیر خداوندی نے پاکستان کا ایک خاص رول رکھا ہے۔ اسے سمجھنے کی ضرورت ہے کہ وہ کیا ہے؟ آخر کوئی تو وجہ ہے کہ یہ ملک لیلۃ القدر میں قائم ہوا' جس کی تمہید کے طور پر گزشتہ چار صدیوں میں مجددین اُمت برصغیر ہندوستان میں آئے۔ پھر علامہ اقبال' مولانا مودودی' مولانا الیاس جیسے اعاظم الرجال نے برصغیر پاک و ہند میں جنم لیا۔ تحریکِ خلافت چلی تو یہاں۔ قیام پاکستان کے لئے اسلام کا نعرہ لگا تو صرف اسی جگہ' باقی دنیا میں کہیں کوئی تحریک آزادی مذہب کی بنیاد پر نہیں چلی۔ اسی طرح ہندوؤں اور بیشتر مسلم رہنماؤں کی مخالفت کے باوجود پاکستان کا قیام معجزہ سے کم نہیں۔ پھر یہاں قراردادِ مقاصد منظور ہوئی جو بعد میں دستور کا حصہ بنی۔ اسی طرح آئین میں دفعہ ۲۲۷ آ گئی کہ یہاں قرآن و سنت کے منافی کوئی قانون سازی نہیں ہو سکتی۔ یہاں فیڈرل شریعت کورٹ بنی۔ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔ توہین رسالت کا قانون

یہاں پاس ہوا۔ اللہ نے اپنے خزانہ غیب سے ایٹمی صلاحیت عطا کی۔ یہاں کی عدالت نے بنک انٹرسٹ اور کمرشل انٹرسٹ کے خلاف فیصلہ دیا۔ لیکن ان سب نشانیوں کے باوجود ہم نے بحیثیت قوم اللہ سے جو بغاوت کی روش جاری رکھی ہے اس کے باعث کہیں ہمارا انجام بھی وہ نہ ہو جو سورۃ الاعراف میں ایک کردار کے حوالے سے بیان ہوا ہے۔ ایک شخص بلعم بن باعورا' جو آغاز میں بہت عابد وزاہد اور صاحب کرامات بزرگ تھا ان آیات میں اس کے حسرت ناک انجام کا ذکر ہے' فرمایا:

> "اے نبی انہیں ذرا خبر سنا دیجئے اس شخص کی جسے ہم نے اپنی نشانیاں عطا کی تھیں لیکن (ایک عورت کے عشق میں مبتلا ہو کر) وہ ان سے نکل بھاگا پھر شیطان نے پیچھا کیا تو وہ انتہائی گمراہ ہو گیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو اسے اور بلندی عطا کرتے (رفعت روحانی اور اونچا مقام عطا کرتے) لیکن وہ تو زمین کی طرف بیٹھتا چلا گیا اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے لگا۔ اس کی مثال کتے کی سی ہے کہ اس پر اگر تم بوجھ لادو گے تو بھی ہانپے گا اور ویسے چھوڑے رکھو تب بھی ہانپتا ہے۔ یہی حالت اس قوم کی ہے جس نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا"۔ (آیات:۱۷۵-۱۷۶)

افسوس کہ یہ الفاظ آج پاکستان اور اہل پاکستان پر صد فی صد صادق آتے ہیں۔ ہمیں سب کچھ دیا گیا جو میں اوپر گنوا چکا ہوں۔ لیکن آج ہماری بداعمالیوں اور اللہ کے دین سے بے وفائی کے باعث حالات درجہ بدرجہ بگڑ رہے ہیں۔ حتیٰ کہ اب ہمیں اپنے کشمیر کاز سے بھی پسپائی اختیار کرنا پڑی اور دوسری طرف اگر واقعتاً ہمارے ایٹمی ہتھیار بھی امریکہ کے قبضے میں چلے جائیں یا ایسی پابندیاں لگ جائیں کہ ہم انہیں استعمال ہی نہ کر سکیں تو ہماری جو حالت ہو گی وہ کسی عذاب الٰہی سے کم نہ ہو گی۔ ایسی صورت میں ہمارے لئے مناسب تو یہ تھا کہ ہم اللہ کے سامنے گڑگڑاتے۔ قوم یونسؑ کی طرح توبہ کرتے تو شاید اللہ کا کرم ہوتا اور ہم ان مسائل پر اللہ کی مدد سے قابو پا لیتے۔ لیکن ہم بلعم بن باعورا کی طرح دنیاوی مفادات کو دین پر ترجیح دیتے رہے اور زمین میں دھنسے جا رہے ہیں۔

دین کے حوالے سے اللہ کو ناراض کرنے کے ضمن میں سود کے معاملے میں ہماری حکومت کا موجودہ طرز عمل بلعم بن باعورا سے بڑی مشابہت رکھتا ہے۔ بینک انٹرسٹ اور کمرشل انٹرسٹ جو آج یہودیوں کا سب سے بڑا آلہ ہے جس کے شکنجے میں انہوں نے پوری دنیا کو کسنے کی کوشش کی' اس کے خلاف یہاں کی وفاقی شرعی عدالت نے فیصلہ دیا کہ یہ حرام ہے' اسے ختم کیا جائے۔ یہ بھی پاکستان کے معجزات میں سے تھا لیکن آج جو کچھ ہو رہا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بارہ سال کی محنت کو زیرو کر دیا جائے گا۔

حالانکہ دستور کی رو سے یہ معاملہ اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ فیڈرل شریعت کورٹ کے پاس اختیار تھا جسے بروئے کار لاتے ہوئے اس نے فیصلہ دے دیا۔ اس کے بعد زیادہ سے زیادہ سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بنچ میں اپیل کا حق تھا۔ چنانچہ نواز شریف حکومت نے اپیل دائر کر دی جس کے باعث سات سال تک یہ معاملہ سرد خانے میں پڑا رہا۔ لیکن اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ ۱۹۹۹ء میں اس کی سماعت ہو گئی' شریعت اپیلٹ بنچ آف سپریم کورٹ نے بھی بھرپور نظر ثانی کے بعد کہا کہ وفاقی شرعی عدالت نے بالکل ٹھیک فیصلہ دیا۔ لہٰذا دو سال کے اندر سود کو ختم کریں۔ دو سال ختم ہونے کو آئے تو موجودہ حکومت نے ایک سال کی اور مہلت لے لی۔ لیکن اب حکومت پوری بدنیتی' بے ایمانی کے ساتھ اس بارہ سالہ محنت اور جدوجہد کو ختم کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ حکومت نے سب سے پہلی بددیانتی یہ کہ یو بی ایل کے کندھے پر رکھ کر نظر ثانی کی اپیل دائر کی۔ پھر مزید دو قوانین کو پامال کیا گیا۔ اوّل یہ کہ ریویو پٹیشن (نظر ثانی کی اپیل) چالیس دن کے اندر دائر ہو سکتی ہے جبکہ یہاں تو چار سو دن سے زیادہ گزر چکے ہیں۔ دوسرے یہ کہ یہ بات دستوری طور پر طے ہے کہ وہی بنچ ریویو کرے گا جس نے اوریجنل فیصلہ دیا ہے۔ لیکن وہ بنچ ختم کر دیا گیا اور اُس بنچ کے ایک مضبوط عالم دین جسٹس مفتی تقی عثمانی صاحب کو فارغ کر دیا گیا۔ یہ صورت حال بتا رہی ہے کہ ہماری بارہ سال کی جدوجہد چند دنوں میں پھر زیرو ہو جائے گی۔

ہمارا ایک Reverse gear بین الاقوامی دباؤ پر لگا۔ یعنی بش یا کولن پاؤل کی دھمکی تھی کہ اگر ہمارا ساتھ نہیں دو گے تو ہمارے دشمن ہو۔ دوسرا ریورس گیئر دین سے تعلق کے حوالے سے ہے۔ قرآن کہتا ہے اگر سود کو نہیں چھوڑو گے تو ہمارے دشمن ہو' اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کا اعلان عام سمجھو۔ ہمارے ملک کی عدالت نے فیصلہ دیا اور سپریم کورٹ اس کی توثیق کر چکا لیکن اب جو کچھ ہو رہا ہے اور ہماری حکومت اس معاملے میں ریورس گیئر لگانے پر تلی ہوئی ہے' تو افسوس کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ ہم بلعم بن باعورا بننے والے ہیں۔ اگر خدانخواستہ حکومت عدالتی فیصلے کو تبدیل کرانے میں کامیاب ہو گئی تو انسداد سود کے ضمن میں کی گئی بارہ سالہ جدوجہد صفر ہو کر رہ جائے گی اور یہ امر ملک وملت کے لئے سخت نقصان دہ ہو گا۔ اگر ہم نے کشمیر کاز اور ایٹمی صلاحیت پر یوٹرن کے بعد اب سود کے معاملے میں بھی ریورس گیئر لگایا تو شدید اندیشہ ہے کہ خاکم بدہن پاکستان کا وجود ختم ہو جائے گا اور روئے ارضی کے

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

سود کے ضمن میں سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلہ پر قومی اخبارات کو جاری کیا گیا

بیان برائے اشاعت ــــ از ڈاکٹر اسرار احمد' امیر تنظیم اسلامی

لاہور (پ ر) سود کے ضمن میں سپریم کورٹ کا تازہ فیصلہ حکومتی بددیانتی اور دین سے انحراف کا بہت بڑا مظہر ہے۔ بینک کے سود کے خلاف وفاقی شرعی عدالت کے تاریخ ساز فیصلے اور سپریم کورٹ اپیلیٹ بنچ کی جانب سے اس کی توثیق کو کالعدم قرار دینے کا فیصلہ پاکستان میں معیشت کی اسلامائزیشن کے عمل کو کالعدم کرنے اور سابقہ بیس سالہ مساعی پر خط تنسیخ پھیرنے کے مترادف ہے' جس کی جتنی مذمت بھی کی جائے کم ہے۔ یہ بات انتہائی افسوس ناک ہے کہ معاشی سطح پر ملکی عدالتی تاریخ کے اہم ترین فیصلوں کو کالعدم ایسے بنچ کے ذریعے کیا گیا ہے جو یونائیٹڈ بینک کی دائر کردہ اپیل کی سماعت کا مجاز ہی نہیں تھا۔ جسٹس تقی عثمانی جیسے اسلامی ذہن رکھنے والے اور شرعی امور کے ماہر جج کو اپیلیٹ بنچ سے نکال باہر کرنا بھی اس معاملے میں حکومتی بددیانتی کا غماز ہے۔ صاف معلوم ہوتا تھا کہ حکومت بدنیتی پر اتر آئی ہے۔ گویا ہم نے حکومتی سطح پر یہ طے کر لیا کہ ہم سود کو برقرار رکھ کر اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے اپنے خلاف اعلان جنگ کی قرآنی وارننگ کو پرکاہ کے برابر وقعت دینے کو تیار نہیں ہیں۔

ہم حکومت کو انتباہ کرتے ہیں کہ اس کا یہ قدم اللہ کے غضب کو دعوت دینے کا موجب ہو گا۔

موجودہ حالات میں جبکہ امریکہ' بھارت اور اسرائیل ہمارے خلاف بدترین سازشوں میں مصروف ہیں اور ہمارے گرد دشمنوں کا گھیرا بتدریج تنگ ہو رہا ہے' ضرورت اس بات کی تھی کہ اللہ کا دامن تھامنے اور دین و شریعت کے ساتھ وفاداری کا راستہ اختیار کیا جاتا' لیکن افسوس کہ ہماری حکومت نے دین سے غداری اور اللہ کے ساتھ بغاوت کا راستہ اختیار کیا۔

یہ بات بھی باعث افسوس ہے کہ مذہبی اور دینی طبقات نے بھی اس اہم معاملے میں مجرمانہ غفلت کا ارتکاب کیا اور میرے بروقت توجہ دلانے کے باوجود اس نہایت اہم دینی معاملے میں حکومت پر خاطر خواہ دباؤ ڈالنے کا کوئی اہتمام نہ کیا۔

ایک فوجی حکومت کے پاس مسئلہ کشمیر پر پسپائی کا کیا جواز ہے؟

تاریخ گواہ ہے کہ گوریلا کارروائیاں اکثر جنگ میں تبدیل ہو جاتی ہیں

صدر مشرف آگے بڑھ کر اپنے سیاسی حریفوں کو گلے لگالیں

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

ابوالحسن

اگر اس وقت ملک میں جمہوری حکومت ہوتی تو مقبوضہ کشمیر میں دراندازی بند کرنے کے اعلان کے ساتھ وہ یہ وضاحت کرسکتی تھی' چاہے ایسی وضاحت درپردہ ہی کی جاتی' کہ کشمیر پالیسی پر ہمیشہ فوج کو بالادستی حاصل رہی ہے۔ فوج کا ذیلی ادارہ آئی ایس آئی اس پالیسی کو مکمل طور پر کنٹرول کررہا تھا اور حکومتی مخالفت کے باوجود مجاہدین کو مقبوضہ کشمیر بھیجا جارہا تھا اور اس معاملے میں آئی ایس آئی حکومت کے احکامات کی قطعی طور پر کوئی پروا نہیں کرتی تھی اور آج دنیا میں جو خفت اٹھانا پڑی ہے اور دنیا یک زبان ہو کر ہمیں دہشت گردوں کا سرپرست ملک قرار دے رہی ہے یہ سب آئی ایس آئی کے اعمال کا نتیجہ ہے اور حکومت چونکہ پہلے ہی اس طریقہ کار کی مخالف تھی لہٰذا وہ اس الزام سے بری ہے۔ حکومت تو حقیقتاً کشمیریوں کی سیاسی' اخلاقی اور سفارتی امداد کے حق میں تھی جو عدم تشدد پر مبنی ہو لہٰذا حکومت نے جو پسپائی اختیار کی ہے وہ بھارتی یا امریکی دھمکیوں سے نہیں کی بلکہ یہ سب کچھ چونکہ اس کی رضامندی کے بغیر ہو رہا تھا لہٰذا حکومت نے بلاجھجک قبول کرلیا اور ایسا کرنا کسی طرح بھی پسپائی نہیں ہے۔۔۔ سوال یہ ہے کہ ایک فوجی حکومت کے پاس اس پسپائی کا کیا جواز ہے؟ اگر فوج مقبوضہ کشمیر میں ہونے والے واقعات کے نتائج کا سامنا نہیں کرسکتی تھی تو پھر لوگوں کو یہاں سے کیوں بھیجا گیا؟ دشمن کے زیرتسلط علاقے میں اپنے آدمی داخل کرکے پرتشدد کارروائیوں کا ارتکاب کرنا کسی ملک کے لئے مناسب ہے یا نہیں' یہ بالکل دوسرا مسئلہ ہے جس پر طویل بحث ہوسکتی ہے لیکن جب آپ ایسا کررہے ہیں تو نتائج سامنے آنے پر خوفزدہ ہو جانا اور انہی لوگوں پر کریک ڈاؤن شروع کردینا جنہیں آپ خود استعمال کررہے تھے' اس کا کیا اخلاقی جواز ہے؟ کس کو معلوم نہیں کہ جہادی تنظیموں کی پشت پناہی کون کررہا تھا! اب انہیں جیلوں میں ڈال دینا اور قید و بند کی سزائیں دینا کم از کم کسی فوجی حکومت کو زیب نہیں دیتا۔ آپ اگر امن کے اتنے ہی بڑے پرچارک ہیں اور جنگ اگر اتنی ہی بری شے ہے تو پھر ان چھاپہ مار کارروائیوں کا کیا جواز تھا؟ تاریخ گواہ ہے کہ ایسی گوریلا کارروائیاں اکثر جنگ میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ آپ نے یہ کیسے فرض کرلیا تھا کہ محض ان پرتشدد کارروائیوں سے خوفزدہ ہو کر بھارت کشمیر آپ کے حوالے کردے گا اور کسی بڑی جنگ کی نوبت نہیں آئے گی۔ اب ہم نے بڑی طاقتوں کے ذریعے بھارت کو یقین دہانی کرائی ہے کہ ہم مقبوضہ کشمیر میں دراندازی نہیں کریں گے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر آئندہ کبھی ایسا کیا گیا تو ہم بھارت کو نہیں بلکہ ان قوتوں کو چیلنج کریں گے جنہوں نے ہمارے کہنے پر ہماری طرف سے بھارت کو یہ یقین دہانی کروائی ہے۔ یہ پسپائی' یہ رسوائی اس لئے ہمارے حصہ میں آئی کہ ہم کوئی اہم قدم اٹھانے سے پہلے اس پر مکمل غور و فکر نہیں کرتے' اپنا ہوم ورک پورا نہیں کرتے' اپنے اردگرد کا جائزہ نہیں لیتے اور اپنی قوت کا صحیح صحیح ادراک نہیں رکھتے۔ ہمارا حال یہ ہے کہ او آئی سی نے پاک بھارت کشیدگی کے دوران ایک رسمی بیان بھی جاری نہیں کیا اور کسی ایک مسلمان ملک نے بھی ہمارے حق میں کلمہ خیر کہنا گوارا نہیں کیا۔ بعض فوری فوائد کو مدنظر رکھ کر ہم جلدی سے قدم اٹھا لیتے ہیں اور جب مخالف جانب سے بھرپور جواب ملتا ہے تو پھر بغلیں جھانکنے لگتے ہیں۔ افسوس ناک بات یہ ہے کہ اس کشیدگی کے دوران بھی ہماری حکومت اور اپوزیشن دونوں اپنے اپنے سیاسی نفع و نقصان کے چکر میں رہیں اور ملکی سلامتی کے لئے ایک میز کے گرد اکٹھے نہیں ہوسکے جبکہ واجپائی اور سونیا سب اختلافات ایک طرف رکھ کر سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔

حکومتی ادارے شاید بہت خوش ہو رہے ہوں گے کہ بھارت نے مثبت اشارے دینے شروع کردیئے ہیں اور فضائی رابطے بحال کرکے پہلا قدم اٹھالیا ہے۔ لیکن ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ فضائی رابطے بحال ہوں یا تجارتی' یہ سب کچھ ہم سے زیادہ بھارت کے لئے سودمند ہے۔ جہاں تک کشمیر کے مسئلہ کا حل ہونے کا تعلق ہے تو بھارت نے علی گیلانی اور ان کے داماد کو گرفتار کرکے پاکستان کو جواب دے دیا ہے۔ یہ گرفتاری پہلی سی گرفتاری نہیں ہے بلکہ اس میں اصل نوٹ کرنے والی شے یہ ہے کہ اس مرتبہ انہیں رسوائے زمانہ قانون پوٹا کے تحت گرفتار کیا گیا ہے اور ان پر سنگین نوعیت کے الزامات لگائے گئے ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ آئی ایس آئی سے رقوم حاصل کرکے مجاہدین میں تقسیم کرتے رہے ہیں۔ یاد رہے کہ علی گیلانی وہ کشمیری لیڈر ہیں جو کشمیر کے پاکستان کے ساتھ الحاق کے حق میں ہیں۔

اردو اخبار کے ایک مشہور کالم نویس صحافیوں کی صدر سے ملاقات کے بعد لکھتے ہیں (وہ خود بھی اس مجلس میں موجود تھے) کہ صدر کا اس معاملے میں ذہن بالکل واضح ہے کہ بھارت جو شرانگیزی کررہا ہے اس میں اسے امریکی شہ حاصل نہیں ہے بلکہ وہ محض نائن الیون کے سانحہ سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ کالم نویس کے انداز سے یہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ وہ صدر کے اس نقطہ نظر کو درست سمجھتے ہیں۔ راقم اس انداز فکر پر سر پیٹ کر رہ گیا۔ خدارا ہر وہ شخص جان لے جو نہیں جانتا کہ امریکہ اپنے ابلیسی پروگرام یعنی نیو ورلڈ آرڈر کی تکمیل کے لئے جنوبی ایشیا میں بھارت اور مشرق وسطیٰ میں اسرائیل کو بطور ستون گاڑھنا چاہتا ہے۔ یہ اس کی طے شدہ پالیسی کا حصہ ہے۔ اسرائیل کے ذریعے وہ سارے مشرق وسطیٰ کو اپنا طفیلی بنائے گا جبکہ بھارت کے ذریعے وہ چین کا محاصرہ کرے گا۔ اسی مقصد کو احسن طریقے سے پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اس نے افغانستان پر قبضہ کیا ہے اور یہیں سے وہ علاقہ میں اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے ہونے والے امور کی بذات خود نگرانی کرے گا۔ لہٰذا بھارت اور اسرائیل کا دشمن اس کا دشمن ہے۔ اسی مقصد کی تکمیل کے لئے اس نے کارگل کی جنگ میں بھارت کو پاکستان کے پنجے سے چھڑایا تھا اور بھارت کی شکست کو فتح میں بدل دیا تھا۔ مقصود یہ تھا کہ بھارت زیراحسان ہو جائے اور نیو ورلڈ آرڈر کی تکمیل کے لئے اس کا ساتھی اور مددگار بنے۔ یہاں یہ نکتہ بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے کہ سیکیورٹی

کے معاملے میں یورپ امریکہ کی محتاجی سے نکلنا چاہتا ہے جبکہ امریکہ اسے ہرگز ایسی اجازت نہیں دے سکتا۔ ایشیا اور افریقہ میں اپنی بالادستی کو واضح اور پختہ کر کے وہ یورپ خصوصاً فرانس اور جرمنی کو دھمکانا چاہتا ہے ۔ میڈیا پر دہشت گردی کے معاملے میں جو اتنا بڑا طوفان کھڑا کیا گیا ہے اس کا مقصد بھی یہ ہے کہ ایک طرف ایشیا میں اپنے خطرناک عزائم کو پورا کرو اور دوسری طرف یورپ کو مسلمان ممالک کی دہشت گردی سے خوفزدہ کر کے اپنے پروں کے نیچے رہنے پر مجبور کیا جائے ۔ یوں اس حکمت عملی کے ساتھ اپنی عالمی حکمرانی نیو ورلڈ آرڈر کے نام سے مسلط کی جائے ۔ صدر مملکت نے اگر کسی مصلحت کے تحت یہ کہا ہے کہ بھارت کو امریکی شہ حاصل نہیں اور مذکورہ کالم نویس کے ذریعے بات کو پہنچایا گیا ہے تب تو وہ جانیں اور ان کی مصلحتیں لیکن اگر وہ حقیقتاً ایسا سمجھتے ہیں تو ہمارے پاس اس کے سوا کیا چارہ ہے کہ حکمرانوں کی عقل کا ماتم کریں اور اپنی بے بسی پر آنسو بہائیں!

بدقسمتی سے مسلمان ممالک میں جمہوریت نامی کوئی شے نہیں۔ غیر جمہوری مسلط شدہ حکمران عوام سے خوف زدہ رہتے ہیں اور اپنے اقتدار کے لئے امریکی سہارا حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ امریکہ ان حکمرانوں سے ایسے اقدامات کرواتا ہے جن کے نتیجے میں عوام اور حکمرانوں میں فصل بڑھ جاتا ہے ۔ پھر وہ اسے اپنے اشاروں پر نچاتا ہے اور صاحب اقتدار اپنی کرسی بچانے کے چکر میں ملکی مفادات تج دیتا ہے۔ یہ امریکہ کا پرانا طریقہ واردات ہے۔ اس کا توڑ صرف اور صرف یہ ہے کہ حکمران اپنے عوام کا اعتماد حاصل کریں' ملک کے اندر بھائی چارے اور افہام و تفہیم کا ماحول پیدا کریں' کسی بھی واقعہ یا معاملہ کو ذاتی انا کا مسئلہ نہ بنائیں۔ صدر مشرف اگر چاہتے تو پاک بھارت کشیدگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے سیاسی حریفوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتے اور دوسرے سیاسی قائدین کی طرح بے نظیر اور نواز شریف سے بھی رابطہ کرتے ۔ اس سے یقیناً ان کے اپنے سیاسی قد میں اضافہ ہوتا اور ان کی اعلیٰ ظرفی لوگوں کے سامنے آتی۔ عوام اتنے بے شعور اور ناقص العقل نہیں ہیں کہ ان چیزوں کی اہمیت کو نہ سمجھیں۔ سب سے بڑی بات یہ کہ اس اقدام سے بھارت کو ایسا پیغام مل جاتا جو اس کے لئے کسی مہلک بم سے کم تر نہ ہوتا۔ راقم صدر مشرف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ انتہا پسندوں اور دہشت گردوں کے خلاف دلیرانہ اقدام کر کے آپ غیروں سے روزانہ داد وصول کرتے ہیں' خدارا اپنوں سے داد وصول کرنے کا بھی کچھ سوچیں' جس کا واحد طریقہ یہ ہے کہ خود آگے بڑھ کر اپنے سیاسی حریفوں کو گلے لگالیں۔ ملک میں مفاہمت کی فضا پیدا کر کے ہم دشمن کو سخت پیغام دے سکتے ہیں ورنہ اندرونی انتشار ہماری سلامتی کے لئے ہولناک ثابت ہوسکتا ہے!

پاکستان کے حوالہ سے اس وقت امریکی کھیل یہ ہے کہ ایک طرف تو صدر مشرف کے لئے تحسین اور آفرین کے ڈونگرے برسائے جائیں اور دوسری طرف ان کے دشمنوں خصوصاً بے نظیر کی پیٹھ ٹھونکی جائے ۔ مزید یہ کہ انتخابات کے بعد پاکستان میں ایک ایسی حکومت قائم ہو جس کی فوج کے ساتھ ذہنی مطابقت پیدا نہ ہو سکے اور یوں پاکستان کی جمہوری اور عسکری قوتوں کے مابین ایک بار پھر چپقلش اور کھینچا تانی پیدا ہو جائے۔ نتیجتاً دونوں فریق پھر امریکہ کی طرف دیکھیں اور وہ اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پاکستان میں اپنے پنجے مضبوطی سے گاڑھ سکے۔ امریکہ افواج پاکستان اور مذہبی جماعتوں کے مابین بھی تصادم کی صورت حال پیدا کرنا چاہتا ہے تا کہ ملک میں ہنگامے ہوں اور انتشار کی ایسی کیفیت پیدا ہو سکے جسے عذر بنا کر وہ ہمارے ایٹمی اثاثہ جات کی طرف ہاتھ بڑھا سکے۔ جنرل مشرف کو یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے امریکہ اپنے دوستوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا کرتا ہے۔

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

تنظیم اسلامی کی مجلس مشاورت کے نومنتخب ارکان

تنظیم اسلامی کی مرکزی مجلس مشاورت کی سابقہ مدت ختم ہونے پر ضابطہ کے مطابق نئی مدت اپریل 2002ء تا مارچ 2004ء کے لئے ارائین مجلس مشاورت کا انتخاب عمل میں آیا۔ مندرجہ ذیل رفقاء منتخب رکن مشاورت قرار پائے ہیں:

حلقہ سرحد (شمالی)	1- مولانا غلام اللہ خان حقانی	2- جناب محمد فہیم خان
حلقہ سرحد (جنوبی)	1- ڈاکٹر محمد اقبال صافی	
حلقہ پنجاب (شمالی)	1- ڈاکٹر عمر علی خان	2- جناب عمران احسن
	3- ڈاکٹر امجد علی بخاری	4- جناب رؤف اکبر
گوجرانوالہ ڈویژن	1- جناب خادم حسین	2- جناب تنویر الحق
حلقہ لاہور ڈویژن	1- جناب عبدالرزاق	2- ڈاکٹر ابصار احمد
	3- جناب نعیم اختر عدنان	4- ڈاکٹر غلام مرتضےٰ
	5- جناب غازی محمد وقاص	
حلقہ پنجاب (غربی)	1- جناب شادی بیگ	2- جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن
حلقہ پنجاب (وسطی)	1- پروفیسر خلیل الرحمٰن	
حلقہ بہاول نگر	1- جناب امجد علی خان	
حلقہ پنجاب (جنوبی)	1- ڈاکٹر طاہر خاکوانی	2- ڈاکٹر منظور حسین
حلقہ سندھ (بالائی)	1- محمد بچل پنہور	
حلقہ سندھ (زیریں)	1- انجینئر نوید احمد	2- جناب اعجاز لطیف
	3- جناب زین العابدین	4- جناب سید اشفاق حسین
حلقہ بلوچستان	1- جناب شاہد اسلام بٹ	
آزاد کشمیر	1- جناب خالد محمود عباسی	

☆ دستور تنظیم کے مطابق ناظمین مرکزی شعبہ جات اور امراء حلقہ جات بر بنائے منصب مرکزی مجلس مشاورت کے رکن ہوتے ہیں۔

روش روش ہے وہی انتظار کا موسم!

رعنا ہاشم خان

اسلامی جمہوریہ پاکستان کو امریکہ اور بھارت ایک عرصے سے معاشی، اقتصادی، سیاسی اور ثقافتی سطحوں پر اپنے کلچرل ہتھیاروں سے زک پہنچاتے رہے ہیں لہٰذا موجودہ پریشانی کوئی چونکا دینے والی بات نہیں ہے۔ تقسیم ہند کے فوراً بعد ہی پاکستان کے اردگرد سازشوں کا جال بننے والا بھارت اسلام کے خلاف پہلے سے متحد یہود و نصاریٰ کے ہمراہ ۱۱ ستمبر کے واقعے کے بعد نئے سرے سے میدان میں کود پڑا ہے۔ ان بدلتے ہوئے حالات و واقعات نے جہاں پاکستان میں محب وطن طبقے میں بالترتیب اضطراریت، بے بسی اور خوف کو جنم دیا ہے وہیں اب یہ بات پوری طرح کھل کر پاکستانیوں پر عیاں ہو گئی ہے کہ امریکہ نے ہمیشہ انہیں اپنے مفاد کے لئے استعمال کیا ہے اور ہر نازک وقت میں انہیں تنہا چھوڑا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ امریکہ کی روزِ اول سے یہ کوشش رہی ہے کہ پاکستان کبھی بھی اپنے پاؤں پر نہ کھڑا ہو سکے۔ امریکہ دنیا کی واحد سپر پاور ہونے کی وجہ سے گزشتہ دس سال سے دنیا میں اپنے ورلڈ آرڈر کا ناجائز استعمال کر رہا ہے۔ طاقت کے نشے میں چُور امریکہ آج اپنے مفادات کے حصول میں اس اسٹیج پر پہنچ چکا ہے جہاں دنیا کی کوئی طاقت اس کے خلاف قدم اٹھانے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ اپنے مفادات کے حصول اور بظاہر ہندوستانی سالمیت کی فکر میں غلطاں امریکہ اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے ہر حربہ استعمال کرتا ہے۔ ۱۹۶۲ء میں جب چین کے ہاتھوں بھارت کو شکست ہوئی تو امریکہ نے "ہندوستانی سالمیت" کے پیشِ نظر ہندوستان کو اس کے ایٹمی پروگرام میں مدد دینا شروع کر دی لیکن ۷۰ء کے عشرے میں جب پاکستان نے اپنا ایٹمی پرگرام شروع کیا تو امریکہ ہی وہ پہلا ملک تھا جس نے پاکستان کی طرف قہر آلود نظر سے دیکھنا شروع کیا۔ دنیا کی دوسری بڑی آبادی والے ملک بھارت کی تجارت پر قبضہ اور چین کا گھیراؤ امریکی پالیسی کا اہم حصہ ہے لیکن پاکستان اور چین کے بڑھتے ہوئے تعلقات کے پیشِ نظر امریکہ بخوبی یہ بات جان چکا ہے کہ جب تک کشمیر کے موقف پر پاکستان اور بھارت میں کوئی تصفیہ نہیں ہوگا امریکی گھیرا بدستور چین کے گرد تنگ ہونے کو ترسے گا۔ امریکہ ہی کی طرح بھارتی رہنما بھی اپنی پالیسیوں کا اہم جزا اپنے مہابھارت کے ایجنڈے کو گردانتے ہیں۔ بھارتی وزیرِ اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے تقسیم ہند سے کئی سال پہلے اندرا گاندھی کے نام ایک خط میں یہ اعتراف کیا تھا کہ:

"فطرت نے بھارتیوں کو دوسرے درجے کا کردار ادا کرنے کے لئے نہیں بنایا بلکہ یا تو وہ دنیا میں ایک عظیم قوت کے طور پر تسلیم کئے جائیں گے یا پھر وہ کچھ بھی نہیں ہونگے۔ میرے نزدیک کوئی درمیانی حالت نہ تو ممکن ہے اور نہ ہی میں اس کا قائل ہوں"۔

لہٰذا اگر امریکہ کا استاد لارڈ میکالے ہے تو بھارت چانکیہ سیاست پر عمل پیرا ہے، امریکہ کو تجارتی فائدہ عزیز ہے تو بھارت کو سپر پاور بننے کا جنون۔ جس طرح امریکہ گزشتہ پانچ سالوں سے میزائل ڈیفنس پروگرام کی رٹ لگائے ہوئے ہے اور چین کی بڑھتی ہوئی فوجی طاقت کے خلاف اس پروگرام پر عمل پیرا ہے بالکل اسی طرح بھارت گزشتہ چھ مہینوں سے اپنی فوجوں کو سرحدوں پر الرٹ کر کے پاکستانی ایٹمی صلاحیت کے خلاف سرگرمِ عمل ہے۔ چونکہ دنیا بھر کے لئے یہ خبر تشویش کا باعث بن چکی ہے کہ اگر پاکستان اور بھارت میں جنگ چھڑ گئی تو یہ دونوں کے پاس ایٹمی توانائی ہونے کے باعث بلڈ باتھ ثابت ہوگی۔ لہٰذا اگر ۱۹۶۰ء کے عشرے میں فیلڈ مارشل ایوب خان سے بڈگرام کا ہوائی اڈہ بزورِ طاقت ہتھیا کر پوری پاکستانی قوم کی سلامتی پر سے U2 طیارے کو سی آئی اے کا پائلٹ فرانس گیری روس کی جاسوسی کے لئے اڑاتا رہا، بحری بیڑا آج تک نہیں پہنچ سکا جبکہ سانحہ سقوطِ ڈھاکہ کب کا گزر چکا۔ سابق امریکی صدر بل کلنٹن کا دورۂ جنوبی ایشیا مسئلہ کشمیر کے حل میں نہ صرف کوئی تاریخی کردار ادا نہ کر سکا بلکہ بھارتی حکمران گاہے بگاہے یہ کہتے رہتے ہیں کہ پاکستان اپنے مشرقی حصے پر کنٹرول نہیں رکھ سکا لہٰذا اسے کشمیر بھی نہیں دیا جائے گا تو اب اس صورت حال میں یہ بات نوشتۂ دیوار ہے کہ اپنی ہر تمنا کے حصول کے لئے امریکہ کی جانب دیکھنے والی ہماری خواہش کبھی پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتی اور ہماری جان و مال امریکی مفاد کے مقابلے میں پرِ کاہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پاکستان کو وجود میں آئے ۵۵ برس اور دولخت ہوئے ۳۰ برس ہو چکے ہیں اور اس وقت پاکستان کی تیسری نسل جوان ہو چکی ہے لیکن ہمارے لئے روش روش ہے وہی انتظار کا موسم کہ امریکہ آئے گا، امریکہ کر دے گا۔ جبکہ امریکہ نے بھارت کو برِ صغیر کا چوکیدار بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے اور اسرائیل اس وقت امریکہ ہی کی مدد سے فلسطین پر قابض ہے اور یہود، ہنود و نصاریٰ کی یقینی طور پر تمام اسلامی ممالک کو محکوم اور دوسرے درجے کا ملک بنانے کی پالیسی تیزی کے ساتھ کامیابی کے مدارج طے کر رہی ہے لہٰذا کیا اب ہماری واپسی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے راستے کی طرف ضروری نہیں ہو چکی ہے کہ صرف قدرت ہی بھارت کے بڑھتے ہوئے ہاتھ روک سکتی ہے اور امریکہ کو لگام ڈال سکتی ہے اور کیا اب بھی ہم قائدِ اعظمؒ

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا بچہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ
دینی تعلیم و تربیت سے بھی مستفید ہو تو اسے

قرآن کالج لاہور
اتاترک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن۔ فون: 5833637

میں داخل کرائیے ——— جہاں

ایف اے، آئی کام، آئی سی ایس، ایف اے جنرل سائنس اور بی اے کی تدریس کے ساتھ ساتھ قرآنی عربی کے بنیادی قواعد اور قرآن حکیم کے ایک منتخب نصاب کی تدریس بھی کی جاتی ہے ——— نیز دینی و اخلاقی تربیت کا بھی خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے

زیرِ اہتمام
مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور
36۔ کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور (فون: 03-5869501)

کالج 191۔ اتاترک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن پر واقع ہے۔ وہاں تشریف لا کر کالج کی عمارت اور فرنیچر وغیرہ نیز شاندار "قرآن آڈیٹوریم" کا معائنہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ نیز کالج کا تعارفی بروشر مفت اور پراسپکٹس -/30 روپے میں حاصل کیا جا سکتا ہے ڈاک سے منگوانے کے لئے -/40 روپے بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں تاکہ رجسٹرڈ پوسٹ سے ارسال کیا جا سکے۔

صدر مؤسس
ڈاکٹر اسرار احمد

اسلام میں عورت کا مقام!!

اسلام میں عورت کا مقام کیا ہے؟ اس ضمن میں خواتین کو اپنے فرائض یعنی ذمہ داریوں کا شعور ہونا چاہئے اور اپنے حقوق سے آگاہ ہونا چاہئے۔ آیئے یہ آگہی قرآن وسنت سے حاصل کریں۔ تعارف کے طور پر یہ جان لیں کہ عزت واحترام کے جس مقام پر اسلام نے عورت کو بٹھایا ہے' وہ مقام کسی اور مذہب نے عورت کو نہیں دیا۔

☆ جائیداد میں حق دیا ہے تو اسلام نے
☆ جینے کا حق دیا ہے تو اسلام نے
☆ نکاح کے فیصلے کا حق دیا ہے تو اسلام نے
☆ روزی کمانے کی صعوبتوں سے بچایا ہے تو اسلام نے
☆ ماں کو باپ سے تین گنا زیادہ حق خدمت دیا ہے تو اسلام نے
☆ عورت کو گھر کی ملکہ بنایا ہے تو اسلام نے
☆ ماں کے پاؤں تلے جنت رکھی ہے تو اسلام نے
☆ عورت کو مجسم حیا' مجسم محبت بنایا ہے تو اسلام نے

عورت کا مقام: قرآن کی نظر میں

قرآن کا ایک تہائی حصہ عورت سے متعلق ہے۔

پہلا اعزاز

اس سے بڑا اعزاز کیا ہوسکتا ہے کہ رب رحیم عورت کے بارے میں مرد کو سفارش کرے کہ اگر وہ ناپسند بھی ہوں تو ان کے ساتھ گزارہ کرو۔ سورۃ النساء کی آیت ۱۹ کے مطابق:

''اے ایمان والو! حلال نہیں تم کو کہ میراث میں لے لو عورتوں کو زبردستی اور نہ روکے رکھو ان کو اس واسطے کہ لے لو ان سے کچھ اپنا دیا ہوا مگر یہ کہ وہ کریں بے حیائی صریح۔ اور گزارا کرو عورتوں کے ساتھ اچھی طرح' پھر اگر وہ تم کو نہ بھاویں تو (یاد رکھو) شاید تم کو پسند نہ آوے ایک چیز اور اللہ نے اس میں دوسری بہت خوبیاں رکھی ہوں۔''

دوسرا اعزاز

اسی آیت میں آگے جا کر بیان کیا گیا ہے کہ:

''اے ایمان والو! تمہارے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ عورتوں کے زبردستی وارث بن بیٹھو۔''

جبری نکاح کی کسی صورت میں اجازت نہیں ہے۔ جہاں ولی کی اجازت کے بغیر نکاح صحیح نہیں ہے وہاں عورت کی مرضی کے بغیر بھی ولی اس کا نکاح نہیں کرسکتا۔ ایسا کرنا حرام ہے۔

تیسرا اعزاز

سورۃ النساء کی آیت ۲۰ میں ارشاد ربانی ہے:

''اور اگر بدلنا چاہو ایک عورت کی جگہ دوسری عورت کو اور دے چکے ہو ایک کو بہت سا مال تو مت پھیر لو اس میں سے کچھ' کیا لینا چاہتے ہو اس کو ناحق اور صریح گناہ سے۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تو کوئی حد ہی نہیں رکھی۔ اب مغربی معاشرے اور سیکولر کلاس نے مساوات مرد وزن کا جو شوشا اٹھایا ہے' آئیں اس کو بھی سمجھ لیں۔ اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ اس دارالامتحان میں مرد اور عورت دونوں کو جنت کمانے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ لہٰذا ہر ایک کا اپنا اپنا دائرہ کار ہے اور اپنی حدود میں دونوں کو جنت کمانے کے بھرپور مواقع فراہم کئے گئے ہیں۔

''بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان دار مرد اور ایمان دار عورتیں اور بندگی کرنے والے مرد اور بندگی کرنے والی عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور محنت جھیلنے والے مرد اور محنت جھیلنے والی عورتیں اور دبے رہنے والے مرد اور دبی رہنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور حفاظت کرنے والے مرد اپنی شہوت کی جگہ کی اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور یاد کرنے والے مرد اللہ کو بہت سا اور یاد کرنے والی عورتیں' رکھی ہے اللہ نے ان کے واسطے معافی اور ثواب بڑا۔''

یہاں یہ بھی سمجھ لینے کی بات ہے کہ جب نبی کریم ﷺ سے عورتوں نے سوال کیا کہ کیا ہمیں ہمارے اعمال کا اجر بھی آدھا ملے گا' تو سورۃ النساء کی آیت ۳۲ نازل ہوئی:

''اور ہوس مت کرو جس چیز میں بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر۔ مردوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے اور عورتوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے۔ اور مانگو اللہ سے اس کا فضل۔ بے شک اللہ کو ہر چیز معلوم ہے۔''

چوتھا اعزاز

اگر عورت ''بحیثیت بیوی'' امیر ہے اور مرد غریب جو گرتے گرتے زکوٰۃ لینے کی سطح تک چلا گیا ہے تو اب اگر بیوی شوہر کو زکوٰۃ دیتی ہے تو اسے دوہرا اجر ملتا ہے' جبکہ شوہر بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا کیونکہ بیوی کو پالنا اس کی ذمہ داری ہے۔ لہٰذا جو رقم بیوی نے شوہر کو زکوٰۃ کی صورت میں دی' وہ آخر کار اس ہی پر خرچ ہوتی ہے کہ وہ شوہر کا فرض ہے۔

پانچواں اعزاز

عورت کو خاندان کی کفالت نہیں سونپی گئی۔ اس کی گود میں تو فرزندان قوم پرورش پاتے ہیں۔ وہ ماری ماری دفتروں اور فیکٹریوں میں نہیں پھرتی۔ اسے ہر روز اپنے افسر کو خوش نہیں رکھنا ہوتا۔ مرد اپنی تمام صلاحیتیں لگا کر' سخت محنت ومشقت اٹھا کر' کما کر بیوی کو دیتا ہے۔

مرد (باپ' بھائی' شوہر' بیٹا) جائیداد کے حصے عورتوں سے معاف نہیں کروایا کرتے بلکہ اپنے حصے معاف کر دیتے ہیں۔

چھٹا اعزاز

جنگ کی صعوبتوں سے بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عورت کو بچالیا ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے ''حشرج بن زیاد اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ غزوہ خیبر کے موقع پر آنحضور ﷺ کے ساتھ نکلیں۔ چھ عورتوں میں سے وہ چھٹی تھیں۔ کہتی ہیں جب حضور ﷺ کو ہمارے نکلنے کی اطلاع ہوئی تو آپ نے ہمیں بلوایا۔ ہم حاضر ہوئیں تو ہم نے آپ کو غضب ناک پایا۔ آپ نے پوچھا: تم ساتھ نکلیں اور کس کی اجازت سے نکلیں؟ ہم نے عرض کی کہ ہم چلی آئیں۔ اون کاتتی ہیں۔ کچھ اللہ کا کام کرتی ہیں۔ ہمارے پاس کچھ مرہم پٹی کا سامان ہے۔ ہم تیر پکڑائیں گی' ستو گھول کر پلا دیں گی۔ آپ نے فرمایا' چلو واپس جاؤ۔ پھر جب اللہ نے خیبر فتح کروا دیا تو حضور ﷺ نے ہم کو مردوں کی طرح حصہ دیا۔ میں نے پوچھا کہ دادی اماں کیا چیز ملی تھی۔ دادی نے کہا' کھجوریں۔''

سورۂ توبہ کی آیت ۹۳ میں ارشاد ہوا:

''راہ الزام کی تو ان پر ہے جو رخصت مانگتے ہیں تجھ سے اور وہ مال دار ہیں' خوش ہوئے اس بات سے کہ رہ جائیں ساتھ پیچھے رہنے والیوں کے' اور مہر کر دی اللہ نے ان کے دلوں پر سو وہ نہیں جانتے۔''

مرد عورت کے بغیر نامکمل ہے' عورت مرد کے بغیر نامکمل۔ دونوں کا دائرہ کار بالکل مختلف ہے۔ قرآن کی تمام آیات کو یکجا کر کے اور اس اصول کے تحت کہ قرآن اپنی تشریح خود کرتا ہے' عورت کی تذلیل کی بجائے تعظیم ہی نکھرے گی' بے پردگی کا کوئی راستہ نہیں کھل سکے گا۔

وہ امتی خواتین جو حضور پاک ﷺ کے فرمان ''جسے میری سنت پسند نہیں' اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں'' اور قرآن پاک کے ان مقامات جہاں عورت کو چھپائے جانے والی شے قرار دیا گیا ہے' سے آگاہ ہیں' وہ تو بخوبی جان سکتی ہیں کہ ان کے ساتھ ظلم وزیادتی کرنے والے حقیقتاً تو وہ لوگ ہیں جو ''آزادی نسواں'' اور جدید رجحانات کے تحت دنیا میں اس کی تذلیل کا سبب بنے ہوئے ہیں اور آخرت میں ''جہنم'' میں دھکیلنے کے راستے پوری طرح سے کھول رہے ہیں۔ اللہ اور رسول پاک ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرنے والی خواتین کا اصل دوست' اصل خیر خواہ تو اللہ کی کتاب اور حضور پاک ﷺ کا طریقہ یعنی سنت رسولؐ ہے۔

ان اعزازات میں کس قدر سکون ہے' کس قدر اطمینان ہے۔

دوسری طرف آج کی مسلمان عورت کی ''ترقی''

ساتواں اعزاز

سورۂ احزاب کی آیت ۳۳ میں پہلے چار الفاظ ہیں: وقرن فی بیوتکن یعنی "اے عورتو! اپنے گھروں میں ٹکی رہو۔"

"عزت" اور "احترام" کے نام پر کہیں تو ٹوتھ پیسٹ کے اشتہار میں مسکراہٹ بیچی جا رہی ہے کہیں ہوٹل میں "ویٹرز" کی نوکری کروائی جا رہی ہے۔ بات اس سے بھی کہیں آگے پہنچ چکی ہے۔ قلم ساتھ نہیں دیتا کہ تحریر کر سکوں۔ خدارا "قرآن و سنت" کی طرف لوٹیے۔ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچایئے۔

عورت بکنے کی شے نہیں ہے۔ مسلمان عورت کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کی زبان مبارک سے جو بلند واعلیٰ مقام عطا فرمایا ہے آیئے ان کا مطالعہ کریں۔

اعزازات بزبان نبی کریم ﷺ

۱۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان مرد مسلمان عورت (بیوی) سے بغض نہ رکھے۔ اگر اسے اس کا ایک فعل پسند نہیں تو دوسرا فعل پسند ہوگا۔ (مسلم)

۲۔ حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے لئے بہتر ہو۔ (ترمذی، دارمی، ابن ماجہ)

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا مال ومتاع ہے اور اس دنیا کی بہتر متاع نیک بیوی ہے۔ (مسلم)

۴۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو عورت پانچ وقت کی نماز ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے (ایمان اور احتساب کے ساتھ) اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے (اس میں آنکھ، کان اور زبان کا ذکر بھی آئے گا) خاوند کی فرمانبرداری کرے تو وہ بہشت کے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔

۵۔ عورت کو مرد کی سختی سے بچانے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو، اس لئے کہ عورت کی تخلیق پسلی سے ہوئی ہے اور پسلی میں سب سے زیادہ ٹیڑھا حصہ اس کا اوپر کا حصہ ہے۔ اگر تو اسے سیدھا کرنے لگے گا تو اسے توڑ بیٹھے گا اور اگر اسے چھوڑے گا تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ پس تم عورتوں کا خیال رکھا کرو۔ (بخاری ومسلم)

۶۔ عورت کو جہنم کی آگ اور دردناک عذاب سے بچانے کے لئے حضور پاک ﷺ نے فرمایا: میں نے جہنم کو عورتوں سے بھرا ہوا دیکھا ہے۔

حضور پاک ﷺ نے یہ اس لئے فرمایا تاکہ عورتیں خاوند کی نافرمانی سے بچیں، غیبت سے بچیں، حمل ضائع کرنے سے بچیں، عریانیت اور فحاشی سے بچیں، شمع محفل بننے سے بچیں، اس طرح جہنم سے بچیں۔

۷۔ ایک صحابیؓ کے سوال پر کہ ہماری بیویوں کا ہم پر کیا حق ہے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا: جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ۔ جب تم پہنو تو اسے بھی پہناؤ۔ اور اس کے چہرے پر نہ مارو نہ اسے برا بھلا (یا بدصورت) کہو۔ اور اس سے (بطور تنبیہ) علیحدگی اختیار کرنی ہو تو گھر کے اندر ہی کرو۔ (ابی داؤد)

۸۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا: بہترین بیوی وہ ہے کہ جب تم اسے دیکھو تو خوش ہو، جب اسے حکم دو تو کہا مانے اور جب تم غائب ہو تو وہ اپنے نفس اور تمہارے مال کی حفاظت کرے۔

۹۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: جس شخص کی تین بہنیں یا بچیاں ہوں اور وہ ان کو اللہ کے لئے پالے اور اللہ کے لئے بیاہ دے (یعنی اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے وہ قرآن وسنت کی تعلیم وتربیت سے انہیں آراستہ کرے) تو اس نے جنت خرید لی۔ ایک صحابیؓ نے جن کی دو ہی بیٹیاں تھیں، پوچھا: یارسول اللہ ﷺ جس کی دو ہی ہوں؟ آپؐ نے فرمایا، اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی حضور ﷺ سے پوچھتا جس کی ایک ہی ہو تو مجھے یقین ہے کہ حضور ﷺ فرماتے کہ اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

۱۰۔ عورت کی عظمت کا اندازہ اس حدیث مبارکہ سے لگایا جا سکتا ہے جہاں ایک صحابیؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا: مجھ پر کس کا حق سب سے زیادہ ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا، تیری ماں کا۔ صحابیؓ نے پوچھا، اس کے بعد کس کا؟ آپؐ نے فرمایا، تیری ماں کا۔ صحابیؓ نے تیسری بار دریافت کیا، پھر کس کا؟ آپؐ نے فرمایا، تیری ماں کا۔ انہوں نے چوتھی بار پوچھا تو آپؐ نے فرمایا، تیرے باپ کا۔

۱۱۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔

جو عورت اپنے آپ کو قرآن وسنت کی درج بالا تعلیمات کے مطابق بنا لے گی، وہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق انجام کار پرمسرت ابدی زندگی پالے گی جبکہ نافرمانی کرنے والیوں کا انجام اس کے برعکس ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمان بہنوں کو اللہ و رسول کی اطاعت کی توفیق دے۔ آمین!

(ایک رفیقۂ تنظیم)

طالبات کے لئے ایف اے اور بی اے کی تعلیم کا جدید ادارہ

طُوبیٰ گرلز کالج لاہور

ایف اے سال اول/دوم میں داخلے جاری ہیں

- بہترین محل وقوع
- تجربہ کار اور کوالیفائڈ ٹیچنگ سٹاف
- جملہ تدریسی آلات سے مزین
- ماڈرن کمپیوٹر لیب اور کمپیوٹر کی لازم تعلیم بلا اضافی فیس
- اسلامی تعلیمات اور نظریہ پاکستان کے فروغ پر خصوصی توجہ
- کشادہ لائبریری ہال • باپردہ اور پاکیزہ ماحول • خوبصورت اور کشادہ عمارت
- تفریح کے لئے ان ڈوز اور آؤٹ ڈور کھیلوں کی سہولت اور صاف ستھری کینٹین
- طالبات کے لئے ٹرانسپورٹ (Pick & Drop) کی سہولت
- بیرون لاہور طالبات کے لئے ہاسٹل کی محدود سہولت

اقتدار احمد ویلفیئر ٹرسٹ کے زیر اہتمام طوبیٰ گرلز کالج کا قیام فروغ تعلیم اور کردار سازی کو ایک مقدس مشن سمجھتے ہوئے عمل میں لایا گیا ہے

مزید معلومات کے لئے کالج کا پراسپیکٹس حاصل کریں

طوبیٰ گرلز کالج لاہور 78 سیکٹر اے ون۔ ٹاؤن شپ لاہور۔

فون: 5114581 e-mail:toobacollege@hotmail.com

اسلام' پاکستان اور ایک عمرانی حقیقت

سقوط طالبان کے ساتھ ہی بیشتر جہاد پسند حلقے جو آج تک اس بات کے قائل رہے کہ جہاد امریکی اسلحے سے بھی ہوسکتا ہے' سی آئی اے کی مدد سے بھی اور آئی ایس آئی کی منصوبہ بندی سے بھی' اب اس بات سے شاکی ہیں کہ پاکستان نے ''اس بار'' جہاد کی مدد نہیں کی اور ''خلاف توقع'' امریکی پرچم تلے جا کھڑا ہوا اور یہی بات ان کے نزدیک اس شکست کا سبب بن گئی۔ جبکہ اس سوال کو شاید یہ حضرات فراموش کر جاتے ہیں کہ ماضی کے دوران پاکستان امریکی پرچم تلے بھلا کب کھڑا نہیں ہوا؟ جانے کس دن انہیں یہ غلط فہمی ہوئی کہ امریکہ کی اسلام سے کبھی ''کھلی کھلی'' جنگ بھی ہوگئی تو پاکستان امریکہ کو چھوڑ کر اللہ اور رسول کے پرچم تلے جا کھڑا ہوگا!؟

ہمارے خیال میں اسلام کے حوالے سے ایک شاندار اور تابناک مستقبل' عقیدے کی بنیاد پر اٹھنے والی ایک ایسی ''اصولی تحریک'' کا منتظر ہے جو عالم اسلام ہی نہیں عالم انسان تک کو خطاب کرنے کی اہلیت رکھتی ہو اور جب تک قرآن کو اپنے دور کی آواز بنانے میں کامیابی حاصل نہیں کر لی جاتی اس وقت تک گویا اس امت کا وجود بھی اپنی مطلوبہ حالت میں مکمل نہیں۔

یہ بھی ایک عمرانی حقیقت ہے کہ اگر یہ بنیادی چیز کسی قوم کے اندر ہو یعنی اس میں کوئی ایسی فکری' نظریاتی' اخلاقی' تہذیبی اور علمی برتری نہ ہو جس کے سامنے دوسری قومیں اپنے آپ کو کسی درجہ ہیچ جانیں اور خود کو دبی دبی سمجھیں اور رفتہ رفتہ جس کی پیروی کی خواہش بھی دوسری اقوام میں کروٹ لینے لگے۔ ایسی بنیادی چیز اور ایسی متاثر کن اہلیت اگر کسی قوم میں ہو تو وہ غالب ہو کر بھی بسا اوقات مغلوب رہتی ہے اور اگر اس میں اتنی جان ہو کہ وہ دوسری اقوام کو یہ باور کرا دے کہ اس کے پاس انہیں دینے کو بہت کچھ ہے تو وہ مغلوب ہو کر بھی بسا اوقات غالب آ جاتی ہے۔ ماضی قریب اور ماضی بعید میں ایسے بے شمار تجربات انسانی تاریخ نے محفوظ کئے ہیں۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی تیار کردہ اس جماعت اور انسانی قلب و ذہن اور فکر و ضمیر کو روشن کرنے والی اس تحریک نے مسلمانوں کو ہدایت اور بصیرت کی اس بلندی سے ایک دم نیچے نہ آنے دیا۔ بدعات' انحرافات' بدعملی اور جذبہ شہادت میں کمی جیسے عوامل مسلمانوں میں مسلسل انحطاط کا سبب اگر بنتے بھی رہے اور ان اسباب کی بنا پر مسلمان مجموعی طور پر اگر ان بلندیوں سے نیچے آتے بھی رہے تو ایسا بہر حال ممکن نہ تھا کہ اتنی بلندی سے وہ ایک ہی دم نیچے آ رہیں۔ غرض قرون اولیٰ میں ہونے والی محنت اس قدر عظیم الشان تھی کہ اس بلندی سے پستی تک آتے آتے امت کو ہزار سال سے زیادہ عرصہ لگا اور ہزار سال تک مسلمان بلا مقابلہ دنیا کی امامت پر فائز رہے۔

(سہ ماہی ایقاظ' لاہور کے شمارہ جون تا اگست ۲۰۰۲ء کے اداریہ سے اقتباس)

بقیہ: مکتوب شکاگو

کے اس فرمان کو یاد نہیں کریںگے جو انہوں نے ۱۹۴۷ء میں شاہی دربار بلوچستان میں فرمایا تھا کہ:

''میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات اس اسوۂ حسنہ پر چلنے میں ہے جو ہمیں قانون عطا کرنے والے پیغمبر اسلام نے ہمارے لئے چھوڑا ہے' ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی جمہوریت کی بنیادیں صحیح معنوں میں اسلامی تصورات اور اصولوں پر رکھیں''

اور فقط اسی طرح ہم جو آج چاہے وطن میں ہوں یا وطن سے باہر اس اضطراب' بے بسی اور خوف کی کیفیت سے آزاد ہو سکتے ہیں جو ہم پر ہمارے اعمال اور ہماری نادانیوں کے باعث تھوپ دی گئی ہے۔

تنظیم	اسلامی	کا پیغام
نظام	خلافت	کا قیام

قند مکرر

ایک جانب بھارتی افواج ہماری سرحدوں پر کھڑی ہیں
اور بے تابی کے ساتھ حملے کے حکم کا انتظار کر رہی ہیں' اور
دوسری جانب ہماری حکومت اللہ اور رسول ؐ کے ساتھ جنگ
کو جاری رکھنے کے لئے نت نئی چالیں سوچ رہی ہے!!

پاکستان کی دینی و مذہبی قیادت

ایڈووکیٹ جنرل پاکستان کے اس بیان کا سنجیدگی سے نوٹس لے کہ:
''اولاً امتناعِ سود کے ضمن میں نظر ثانی کی اپیل پر زور دیا جائے گا اور ایسے ''علماء'' کی آراء سے استفادہ کیا جائے گا جو بینک کے سود کو ''ربا'' نہیں سمجھتے اور ثانیاً بعض ایسے مسلم ملکوں کی مثالوں سے راہنمائی حاصل کی جائے گی جہاں غیر سودی کے ساتھ ساتھ سودی بینکنگ بھی جاری رہے!''
اور حکومت سے پرزور مطالبہ کرے کہ ۳۰۔ جون سے پہلے پہلے
سپریم کورٹ کے فیصلے پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے!!
واضح رہے کہ اس موقع پر علماء و مشائخ اور دینی و مذہبی جماعتوں
کی خاموشی سے ان پر قرآن حکیم کے یہ الفاظ صادق آ جائیں گے کہ:
﴿لَوْ لَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ﴾ (المائدہ:۶۳)
یعنی ''کیوں نہیں روکتے انہیں ان کے مشائخ اور علماء گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے''!

خادم اسلام و پاکستان **ڈاکٹر اسرار احمد** امیر تنظیم اسلامی

سود سے متعلق سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلے سے ایک ماہ پہلے امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی جانب سے یہ اشتہار روزنامہ نوائے وقت اور روزنامہ خبریں کی ۱۹ مئی کی آل پاکستان اشاعت اور روزنامہ مشرق پشاور میں ۲۰ مئی کو شائع کرایا گیا۔

حلقہ لاہور کی تناظیم کے سہ روزہ دعوتی وتربیتی پروگرام

مرکزی شعبہ دعوت وتربیت نے نائب امیر، ناظم اعلیٰ اور امیر حلقہ لاہور سے مشورے کے بعد لاہور کی تناظیم میں رفقاء کی فعالیت کو مؤثر بنانے اور تنظیم کی دعوت کو عوام الناس تک پہنچانے کے لئے سہ روزہ پروگرام (روزانہ عصر تا فجر) ترتیب دیا جس کا عنوان تھا: ''اللہ کے لئے تین راتیں مرکزی قائدین کے ہمراہ گزاریں''۔ یہ پروگرام ۱۳ مئی تا ۳ جون منعقد ہوئے۔

پروگرام کے آغاز سے پہلے امیر حلقہ کی زیرِ صدارت مشاورتی اجلاس ہوا جس میں تمام مقامی تناظیم کے امراء نے شرکت کی۔ ناظم دعوت وتربیت جناب چوہدری رحمت اللہ بٹر نے پروگرام کی ترتیب کو واضح کیا۔ اس کے مطابق ہر تنظیم کے رفقاء روزانہ عصر کے بعد اپنے علاقے میں کسی ایک مقام پر اکٹھے ہوں گے اور وہاں سے گھر گھر جا کر لوگوں کو دروس قرآن میں شمولیت کی دعوت دیں گے۔ اس دوران دعوتی لٹریچر بھی تقسیم کیا جائے گا۔ پہلے روز کم از کم چار مساجد سے اجازت لے کر دروس رکھے جائیں گے۔ بعد نماز عشاء اجتماع گاہ میں ناظم اعلیٰ محترم ڈاکٹر عبدالخالق ان احباب کے سامنے تنظیم کی دعوت پیش کریں گے جن پر رفقاء ذاتی رابطہ کے ذریعہ محنت کرتے رہے ہیں۔ بعد ازاں رفقاء واحباب ناظم اعلیٰ کے ساتھ مل کر کھانا کھائیں گے۔ پہلی رات ناظم اعلیٰ اور راقم رفقاء کے ساتھ قیام کریں گے۔ تہجد کے بعد مسنون دعاؤں کا مذاکرہ ہوگا اور نماز فجر کے بعد ''نظم اور اس کے تقاضے'' کے موضوع پر تربیتی لیکچر دیں گے۔ اس کے بعد رفقاء اپنے گھروں یا کام کاج پر چلے جائیں گے۔ اگلے روز رفقاء دوبارہ نماز عصر تک جمع ہوں گے اور بعد نماز مغرب دروس قرآن کا سلسلہ جاری رہے گا۔ نمازِ عشاء کے بعد ناظم دعوت وتربیت ''انقلابی کارکنوں کے بنیادی اوصاف'' کے موضوع پر لیکچر دیں گے۔ بعد ازاں رفقاء کا تعارف اور دروس کے حوالے سے جائزہ ہوگا۔ نمازِ فجر کے بعد ''باطنی بیماریاں اور ان سے بچاؤ کی تدابیر'' پر ناظم دعوت وتربیت کا بیان ہوگا۔ تیسرے روز بعد نمازِ مغرب مرکزی پروگرام ہوگا جس میں دروس کے شرکاء اور دیگر احباب کو اجتماع گاہ میں مدعو کیا جائے گا اور اُن کے سامنے نائب امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید ''ہمارے مسائل کا حل: نظام خلافت'' کے عنوان سے گفتگو فرمائیں گے۔ نماز عشاء کے بعد رفقاء پروگرام کا جائزہ اور تجاویز پیش کریں گے۔

دیگر معمولات کے علاوہ نماز فجر کے بعد نائب امیر رفقاء سے ''امیر اور مامور کے باہمی تعلق'' کے موضوع پر خطاب فرمائیں گے۔ عوامی انداز میں کام کرنے کا ایک پہلو یہ بھی رکھا گیا کہ حسبِ سہولت ان دنوں میں بعد نماز عصر کسی ہوٹل یا کینٹین میں مشروبات کا اہتمام کر کے دوکانداروں یا عوام الناس کو مدعو کیا جائے اور ان کے سامنے ''ہر دکھ کی دوا...... نظام مصطفیٰ'' کے عنوان سے گفتگو کی جائے۔

الحمد للہ یہ پروگرام مشورہ کے بعد پانچ تناظیم میں منعقد ہوا۔ لاہور شمالی کی دونوں تناظیم نے مشترکہ پروگرام کیا۔ لاہور وسطی کے امیر اپنے علاقے کے مخصوص حالات کی وجہ سے پروگرام نہ کرواسکے۔ اس کے علاوہ یہ پروگرام باقی تناظیم میں مذکورہ بالا شیڈول کے مطابق منعقد ہوئے۔ اکثر وبیشتر رفقاء نے اس کو بہت سراہا۔ مجموعی طور پر ۷۵ فیصد رفقاء نے ان ایام میں پروگراموں میں بھرپور شرکت کی۔ پروگرام کے انعقاد اور ان میں حاضری دروس اور عوامی پروگراموں کی تعداد کا خاکہ ذیل میں دیا جارہا ہے:

نام تنظیم/تاریخ	مساجد	پہلے دو دنوں کی مجموعی حاضری	مرکزی لیکچر میں حاضری	عوامی پروگرام	رات قیام کرنے والے رفقاء	مرکزی ذمہ داران کے علاوہ دیگر مدرسین
لاہور (شرقی) ۱۳ تا ۱۵ مئی	۳	۱۵۰	۱۷۵	بمقام ہوٹل فوڈان حاضری ۴۵	۲۵ تا ۳۰	۱) ڈاکٹر عارف رشید ۲) مرزا ایوب بیگ ۳) بریگیڈیئر (ر) غلام مرتضیٰ
لاہور (جنوبی) ۱۷ تا ۱۹ مئی	۸	۳۷۵	۸۰	دعوت فورم	۳۵	۴) حافظ عبداللہ محمود ۵) خالد محمود عباسی
لاہور (شمالی) ۲۴ تا ۲۶ مئی	۵	۲۰۰	۸۵	بمقام نور محل میرج ہال حاضری ۱۵۰	۳۰	۶) مبشر احمد ۷) عبدالرزاق
لاہور (کینٹ) ۱ تا ۳ جون	۵	۲۰۰	۱۱۰	بمقام کاشی ہوٹل ڈیفنس	۳۵	۸) حافظ محمد اشرف ۹) محمد اشرف وصی
میزان	۲۱	۹۲۵	۴۵۰	۴	۱۱۵	۱۰) شاہد اسلم

علاوہ ازیں جون، جولائی میں پورے دن مانگے گئے تاکہ لاہور کے مضافات میں تنظیم کی دعوت کو پھیلایا جائے۔ الحمد للہ رفقاء اور خاص کر نوجوان ساتھیوں نے بڑھ چڑھ کر نام لکھوائے۔

اس پکار پر لبیک کہنے والوں کی تعداد حسب ذیل ہے:

شرقی تنظیم سے ۲۵ رفقاء، شمالی تنظیم سے ۸ رفقاء، جنوبی تنظیم سے ۱۳ رفقاء، کینٹ تنظیم سے ۸ رفقاء

ان رفقاء کی گروپ بندی کر کے ان شاء اللہ جون کے پہلے پندرہ دنوں میں دعوتی خدمت سرانجام دینے کے لئے دو قافلے اوکاڑہ اور قصور روانہ ہو رہے ہیں جبکہ جولائی میں شیخوپورہ اور مرید کے جارہے ہیں۔

ان شاء اللہ حلقہ لاہور کے دفتر میں جلد ہی تمام مقامی امراء کی میٹنگ امیر حلقہ اور ناظم دعوت وتربیت کی سرکردگی میں بلائی جارہی ہے تاکہ مذکورہ پروگرام کے مثبت پہلوؤں سے مزید استفادہ اور منفی پہلوؤں کی اصلاح کی جاسکے۔ (مرتب: شاہد اسلم)

تنظیم اسلامی ملتان کی ماہانہ شب بیداری

تنظیم اسلامی ملتان شہر کا یہ پروگرام گزشتہ تین سالوں سے مسلسل ہو رہا ہے اور لوگوں میں خاصا متعارف بھی ہو چکا ہے۔ ماہ مئی کا پروگرام ۲۵ تاریخ کو ہوا۔ بعد نماز مغرب تا قبل از عشاء درس قرآن ہوا' جس میں جناب ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی نے ''نبی اکرمؐ سے ہماری تعلق کی بنیادیں'' کے موضوع پر ایک فکر انگیز خطاب کیا۔

انہوں نے کہا کہ آج عالمی سطح پر امت مسلمہ کی کوئی قدر نہیں ہے۔ معاشرے میں کرپشن' لوٹ کھسوٹ' فحاشی و عریانی' ظلم' قتل و غارت عروج پر ہے۔ ہم ایک بند گلی میں کھڑے ہیں۔ ہر طرف مایوسی اور نا امیدی کے سائے ہم پر مسلط ہو رہے ہیں۔ اس کی صرف ایک ہی وجہ ہے کہ ہم اللہ کے دیئے ہوئے قرآن کو چھوڑ کر اپنی خواہشات نفس کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ اسوۂ رسولؐ کو چھوڑ کر غیر مسلم اقوام کی پیروی کر کے فخر محسوس کرتے ہیں۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ قرآن مجید کی تعلیمات کو عام کر کے اور اسوۂ رسولؐ پر عمل کر کے ایک سچے اور پکے مومن کا عملی ثبوت دیا جائے۔

بعد نماز عشاء سیرت النبیؐ کی کتاب ''محسن انسانیت'' سے چند صفحات کا اجتماعی مطالعہ کروایا گیا۔ یہ ذمہ داری جناب سعید اظہر نے ادا کی۔ اس کے بعد جناب محمد سلیم اختر نے درس حدیث دیا' جس میں ''السلام علیکم'' کہنے کی اہمیت و افادیت بیان کی گئی۔ اس کے بعد ''ندائے خلافت'' کے شمارہ ۲۰ کے اداریہ ''کیا اب بھی وقت نہیں آیا؟'' کا اجتماعی مطالعہ کروایا گیا۔

اس پروگرام میں حاضرین کی تعداد ۱۰۰ کے لگ بھگ رہی۔

(مرتب: شہباز نور)

گوجر خان میں تجوید کورس کی اختتامی تقریب

تنظیم اسلامی گوجر خان نے اپنے مقامی دفتر میں ایک ماہ کا تجوید کورس شروع کیا۔ اس کورس میں شرکت کے لئے دعوت عام دی گئی۔ اشتہارات کے علاوہ رفقاء تنظیم نے اپنے احباب سے ملاقاتیں کر کے بھی دعوت دی۔ یہ تجوید کورس ۱۵ اپریل کو شروع ہوا۔ کورس کے شرکاء کا ذوق و شوق دیکھتے ہوئے اس کا دورانیہ ڈیڑھ ماہ کر دیا گیا اور یوں اس کا اختتام ۳۱ مئی کو ہوا۔

روزانہ ۲ کلاسوں کا اہتمام کیا گیا۔ صبح کی کلاس کا وقت ساڑھے گیارہ بجے سے ساڑھے بارہ تک جبکہ شام کی کلاس کا وقت بعد نماز عصر تا قبل از مغرب مقرر کیا گیا۔ تدریس کے فرائض صبح کی کلاس میں تنظیم اسلامی گوجر خان کے امیر جناب مشتاق حسین نے جبکہ شام کی کلاس میں جناب حافظ مجید ندیم اور جناب ساجد حسین نے انجام دیئے۔ اس تجوید کورس میں قاعدہ یسرنا القرآن پڑھایا گیا۔ اس کے علاوہ تقریباً ڈیڑھ پارے کی مشق کرائی گئی۔ دونوں کلاسوں میں ۳۰ افراد نے شمولیت اختیار کی' جن میں سے ۲۲ نے کورس مکمل کیا۔ کورس میں شمولیت کے لئے عمر کی کوئی حد نہ تھی۔

کورس کی اختتامی تقریب ۳۱ مئی کو بعد نماز مغرب جامع مسجد العابد' گوجر خان میں ہوئی۔ اس میں شرکت کے لئے حلقہ پنجاب (شمالی) کے ناظم جناب شمس الحق اعوان خصوصی طور پر تشریف لائے۔ آغاز میں کورس مکمل کرنے والے چند نوجوانوں نے تلاوت قرآن پاک کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد عمر رسیدہ افراد میں سے جناب مرزا محمد حسین اور حاجی محمد الیاس نے تلاوت کی اور اپنے تاثرات بیان کئے۔

آخر میں جناب شمس الحق اعوان نے ''مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق'' کے موضوع پر نہایت مدلل' جامع اور عام فہم خطاب کیا۔ اس پروگرام میں سو کے لگ بھگ افراد نے شرکت کی۔ فیصلہ کیا گیا کہ اگلا تجوید کورس ۱۰ جون سے شروع کیا جائے گا۔ (رپورٹ: مرتضیٰ شاہ)

اسرہ چشتیاں کی ماہانہ شب بسری

اس ماہ کی شب بسری کا پروگرام چشتیاں شہر سے تقریباً ۱۰ کلومیٹر دور چک نمبر ۲ رومی والا میں منعقد ہوا۔ ۹ رفقاء پر مشتمل قافلہ ۲۵ مئی کو شام ساڑھے پانچ بجے روانہ ہوا اور عصر کی نماز مذکورہ گاؤں میں پہنچ کر ادا کی۔ نماز سے فارغ ہو کر ذوالفقار بھائی نے ایمان کے موضوع پر چند منٹ گفتگو کی۔ اس کے بعد دو گروپ بنائے گئے۔ ہر گروپ میں رفقاء کے علاوہ کچھ مقامی احباب بھی شامل تھے۔ ان گروپوں نے گاؤں کو باہم آدھا آدھا تقسیم کر کے لوگوں کو مغرب اور عشاء کے بعد ہونے والے دروس کی دعوت دی۔

مغرب کے بعد قرآن مجید کے حقوق' نماز اور اللہ کے ذکر کا بیان ہوا۔ عشاء کی نماز کے بعد حضور اکرم ﷺ کی سیرت پر خطاب ہوا' جو ایک گھنٹہ جاری رہا۔ پنجابی زبان میں کی گئی اس تقریر کو لوگوں نے بڑی دلچسپی سے سنا۔

طعام اور آرام کے وقفے کے بعد صبح تہجد کی نماز ادا کی گئی۔ اس کے بعد ساتھیوں کو دعاؤں اور سورۃ الفاتحہ کے صحیح تلفظ کے بارے میں بتایا گیا۔ فجر کے بعد درس قرآن ہوا۔ پھر وقار بھائی نے تنظیم اسلامی کا تعارف کروایا اور لوگوں کو اس میں شمولیت کی دعوت دی۔ احباب میں لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ نماز اشراق کی ادائیگی کے بعد ساتھی اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

ماہ مئی کے دوران انجمن خدام القرآن جھنگ کے دعوتی و تربیتی پروگرام

ماہ مئی میں بھی انجمن خدام القرآن جھنگ کے تحت کئی دعوتی و تربیتی پروگرام منعقد ہوئے۔ جامع مسجد دھجی روڈ میں محترم جناب مختار حسین فاروقی ہر مہینے کے پہلے جمعہ کو خطبہ دیتے ہیں۔ اس مرتبہ ''فضیلت و اہمیت جمعۃ المبارک'' کے عنوان پر خطاب کیا گیا۔ حاضری بہت زیادہ تھی۔ یہاں ہر جمعرات بعد نماز فجر درس قرآن بھی منعقد ہوتا ہے۔

ایشیا کی سب سے بڑی شوگر گنج ملز میں پچھلے سال کی طرح ترجمہ قرآن کلاس کا اجراء ہوا' جہاں صدر انجمن فاروقی صاحب خود کلاس پڑھا رہے ہیں۔ کلاس میں آفیسرز اور ملز کا عملہ شریک ہوتا ہے۔ اس پروگرام کے ذریعے کام کا تعارف آفیسرز کی سوسائٹی میں ہوا ہے۔

۲۴ مئی کو جامع مسجد عبید اللہ' محلہ سلطانوالہ' جھنگ صدر میں بعد نماز عشاء جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا۔ تلاوت جناب حافظ محمد اشفاق نے کی اور نعت قاری عبدالمجید' حافظ عتیق الرحمٰن' حافظ محمد اقبال چشتی اور محمد وقاص بٹ نے پیش کی۔ بعد ازاں محترم مختار حسین فاروقی نے ''سیرت النبیؐ کا عملی پہلو'' پر خطاب کیا۔ انجمن کے تحت یہ پروگرام ایک نئی پیش رفت ہے۔ بعد ازاں فاروقی صاحب نے اکیس روزہ تفہیم دین کورس کے شرکاء کو سند امتیاز جبکہ راہ نما کتاب ہدیہ کی۔

۵ مئی سے ٹوبہ میں نیشنل کالج کے قرآن ہال میں تین ہفتوں پر مشتمل ترجمہ قرآن حکیم کلاس کا اجراء ہوا۔ صدر انجمن اس پروگرام میں مدرس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ حاضری پچاس کے لگ بھگ ہوتی ہے۔

لیہ میں ۳۰ مئی سے سہ روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام کے لئے فاروقی صاحب مع رفقاء تشریف لے گئے' جہاں کافی پروگرام منعقد ہوئے اور تنظیم کا تعارف ہوا۔ ان شاء اللہ اس سلسلہ میں پیش رفت ہو گی۔ (مرتب: محمد انور سعید)

سیالکوٹ میں سیرت مطہرہ پر پروگرام

علامہ اقبال پیرامیڈیکل سکول' سیالکوٹ کے زیر اہتمام ایک پروگرام دس جون کو ''محفل میلاد النبیؐ'' کے عنوان سے ترتیب دیا گیا۔ اس میں سکول' دفتر' محکمہ صحت اور علامہ اقبال میموریل ہسپتال کے سٹاف سمیت تمام طلبہ نے شرکت کی۔ حاضرین کی تعداد تقریباً ڈھائی سو کے لگ بھگ تھی۔ پروگرام کی ابتدا جناب ڈاکٹر اشفاق الرحمٰن نے تلاوت قرآن پاک سے کی۔ ان کے بعد چوہدری محمد زبیر اور جناب آصف محمود نے بھی تلاوت قرآن پاک کا شرف حاصل کیا۔ پھر جناب مبشر اسلم اور جناب ضیا مصطفیٰ نے نعت رسول مقبولؐ پڑھی۔ اس کے بعد راقم نے خطاب کیا اور توحید کے ساتھ مقصد رسالت' مقصد بعثت محمدؐ اور مقصد بعثت امت محمدؐ کو واضح کرتے ہوئے مسلمانوں کی موجودہ ذلت و خواری کا اصل سبب قرآن و سنت سے دوری کو قرار دیا۔ پیرامیڈیکل سکول کے پرنسپل جناب ڈاکٹر شکیل بٹ نے اس گفتگو کو سراہا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب مرزا افضل نے ادا کئے۔ چوہدری محمد زبیر کے والد محترم نے دعائیہ کلمات ادا کئے۔ تمام پروگرام جناب ڈاکٹر محمد رمضان کی زیر سرپرستی ہوا۔

(مرتب: فاضل ڈاکٹر امان اللہ خاں' بھکو یوالی)

ضرورت رشتہ

ارائیں خاندان سے تعلق عمر ۲۲ سال' تعلیم بی ایس سی' دینی مزاج کی حامل لڑکی کے لئے مناسب حال رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی پابندی نہیں۔ مزید رشتوں کے لئے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

صفہ مرکز' عطی بلڈنگ' ۱۹۔ اے ایبٹ روڈ' لاہور

used to deceive the weak as Pakistan cannot even imagine interference in domestic affairs of the US, let alone surveillance); and the growing irrelevance of borders when comes to safeguarding interest of the strong.

In 21st century occupations, there are no security threats in the traditional sense; that is to say, the powerful do not consider invading the weak. Going to war is rather a sign of policy failure. Mr. Cooper elaborates:

"The challenge to the post-modern world is to get used to the idea of double standards. Among ourselves, we operate on the basis of laws and open cooperative security. But when dealing with more old-fashioned kinds of states outside the post-modern continent of Europe, we need to revert to the rougher methods of an earlier era - force, pre-emptive attack, deception, whatever is necessary to deal with those who still live in the nineteenth century world of every state for itself. Among ourselves, we keep the law but when we are operating in the jungle, we must also use the laws of the jungle."

So the laws of jungle are being applied in occupied states like Pakistan and Afghanistan. To remove any leftover doubts about Pakistan being a failed state, news reports from New York Times and Washington Post are pouring in, alleging that Al-Qaeda is regrouping in Pakistan and fighting in Kashmir. As a "pre-modern" state, Pakistan is, thus, considered as weak enough "even to secure its home territory... but it can provide a base for non-state actors who may represent a danger to the post-modern world." An occupation of Pakistan is thus justified and "our" leader calls for more and more US assistance after each desperate attack on its interest.

This new form of occupation is acceptable to a world of human rights and cosmopolitan values. In the western eyes it is an occupation that "aims to bring order and organisation but which rests today on the voluntary principle or people like Musharraf coming forward and offering services. If there were no Musharrafs and Mubaraks, it is not just soldiers that come from the international community; it is police, judges, prison officers, central bankers and others. Kosova is an example where elections are organised and monitored by the Organisation for Security and Cooperation in Europe (OSCE). Local police are financed and trained by the UN. As auxiliaries to this effort - in many areas indispensable to it - are over a hundred NGOs.

We must debate and resist occupation of Pakistan under the pretext of dismantling Al-Qaeda's network. What kind of a clearinghouse Osama has created for terrorist adventures that is so hard to dismantle? It seems Al-Qaeda and Osama have become the one-size-fits-all scapegoat for every action that all the world's aggrieved peoples take against America. And we might be tempted to believe this, if it weren't for the fact that some of America's own citizens, such as Timothy McVeigh and Theodore Kaczynski, have proved that one need not be a Muslim to perform such acts of terror.

Freedom comes with a heavy price tag. Under British occupation, Benjamin Franklin observed in 1755 that those "who would give up essential liberty to purchase a little temporary safety deserve neither liberty nor safety." You don't abandon the rule of law, principles of justice and hard won independence simply because America is angry. Pakistan is strong enough at least to handle its internal affairs within the precious boundaries of the law and the abandoned Constitution. If new rules are needed for dignified interaction with the super-power or detention and extradition of suspects, then by all means establish new rules. But you don't leave your self at the mercy of American will without any policy and principles. Of what use is our assistance in the "war on terrorism" if it puts our very freedoms and independence at stake. Our assistance should not become cooperation for occupation. If we are not defending our freedom and Islamic way of life, then we're just blowing stale smoke rings of hypocrisy when we raise our hand and pledge to defend sovereignty and independence of the "Islamic" Republic of Pakistan.

اسرہ ٹوبہ کے زیر اہتمام منعقدہ دو خصوصی پروگرام

(۱) عربی گرامر کورس: یہ کورس رجوع الی القرآن کے لئے ترتیب دیا گیا۔ پروگرام کی مناسب تشہیر کی گئی۔ دو ماہ دورانئے کے اس کورس کا آغاز ۶ اپریل سے ہوا۔ الھدیٰ لائبریری میں روزانہ ماسوائے جمعہ کے نماز مغرب سے متصلاً بعد عربی گرامر کی کلاس ہوتی۔ آغاز میں شرکاء کی تعداد ۲۵ کے لگ بھگ تھی جو ۵ جون کو اختتامی دن تک تقریباً نصف رہ گئی۔ عربی گرامر کے اس کورس میں مختلف طبقات کے لوگ مثلاً طالب علم، پروفیسر، امام مسجد، دکاندار شامل ہوئے۔ اس کورس کی زیادہ افادیت قرآنی آیات اور احادیث پر مشتمل مشقی اسباق کے باعث تھی۔ اس مقصد کے لئے زیادہ تر استفادہ پروفیسر عطاء الرحمٰن ثاقب مرحوم کی ''تیسیر القرآن'' سے کیا گیا۔ مدرس کا فریضہ راقم نے سرانجام دیا۔

(۲) ترجمۃ القرآن: حلقہ پنجاب (وسطی) کے امیر جناب مختار حسین فاروقی کے دروس و خطابات کی وجہ سے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تنظیم کا تعارف بڑھ رہا ہے۔ ان کے سلیس انداز بیان کی وجہ سے اکثر احباب کے لئے ایک کشش ہے۔ فاروقی صاحب کی تجویز پر ہفتہ وار ترجمۃ القرآن کا پروگرام ترتیب دیا گیا۔ ہینڈ بلز کے ذریعے مذکورہ پروگرام کی تشہیر کی گئی اور ۵ مئی سے نیشنل کالج، ٹوبہ ٹیک سنگھ میں اس کا آغاز کر دیا گیا۔ صبح ساڑھے نو بجے تا دوپہر ایک بجے فاروقی صاحب قرآن حکیم کا ترجمہ اور اس کی تشریح بیان کرتے ہیں۔ درمیان میں ۱۵ منٹ کے لئے وقفہ ہوتا ہے۔ کم و بیش پچاس افراد اس پروگرام میں شرکت کر رہے ہیں۔

(رپورٹ: خلیل الرحمٰن)

بقیہ: منبر و محراب

نقشے پر یو ایس ایس آر کی طرح پاکستان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے گا۔

صدر پرویز مشرف پر ماضی کے امریکی طرزِ عمل کے باعث یہ حقیقت واضح رہنی چاہئے کہ اپنے مقاصد پورے ہونے کے بعد ہو سکتا ہے کہ امریکہ ان کی حکومت کے خلاف اپوزیشن کے ذریعے زوردار تحریک شروع کرا دے۔ یہ تحریک انتخابات کے التوا کے بہانے بھی شروع کرائی جا سکتی ہے۔ لہٰذا صدر مشرف کو چاہئے کہ امریکی وفاداری میں ملک و ملت کے مفادات کو داؤ پر لگانے کی بجائے اللہ کے دین کے ساتھ وفاداری اور ملک میں نفاذ شریعت کی طرف پیش قدمی کے ذریعے اللہ کے دامن رحمت میں پناہ تلاش کریں بصورت دیگر انہیں نشان عبرت بننے سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔

(مرتب: فرقان دانش خان)

and justice and freedom are attained in an interesting variety of ways. It is foolish on part of the American analysts to link Zacarias Moussaoui's statement that he "prayed to Allah for the destruction of the United States" as an "ugly idea" to "spiritual message" and "identity" of Islam. The Muslim do not consider a war on the "spiritual message" and "identity" of Islam as a war on Zacarias Moussaoui's idea. They consider it a war on Islam and its way of life. Just as Rumsfeld doesn't want "anyone else deny the American people their way of life" (NPQ winter 2002), Muslims, too, do not want others to impose their brand of universalism over them. They also want to live as free people. They also want to live their own way of life.

Occupied Pakistan

Abid Ullah Jan

"Pakistanis know that they are bought and paid for, and so the way to assert pride is to spit in the face of those who have owned and used them." Quoted in Christopher Hitchens, "On the Frontier of Apocalypse," Vanity Fair, January 2002, p. 86.

The days of buying a few Pakistani agents for specific assignments have long since passed. It is now time for the powerful to buy us en masse and bring in as many agents from abroad as required to consolidate occupation of Pakistan. Literal meaning of occupation is taking or maintaining possession of a country by military conquest. However, the line between independence and occupation is getting finer with each passing day in the 21st century. The cost of weakness is now an occupation without a military conquest. Pakistan has, unfortunately, become the first victim of this new kind of occupation -- a model of "failed state" perfectly controlled from outside with curtailed sovereignty and limited freedoms.

Despite our government's wholehearted sacrifice of all principles of justice and norms of independent states, American analysts, such as Leon T. Hadar of Cato Institute, consider Pakistan "with its dictatorship and failed economy" a "reluctant Partner" and a "potential long term adversary" (Policy Analysis, No 436, May 8, 2002). Therefore, occupation is a must and here we are: fully occupied. Like any other occupied territory, dictatorship is in full swing in Pakistan. Hundreds of people, pointed out by the intelligence of occupation forces, are rounded up on daily basis to please the aggressors. Illegal detentions and extraditions are on the rise. More than a dozen non-government organisations with any link to Muslim countries, or Arabic words in its names, have been closed down. Newspapers report that guns and "computers have been recovered" from these organisations, as if computers have suddenly become illegal commodities. Hundreds of additional FBI and CIA agents are on their way to Pakistan to join the thousands of foreign agents who are already spying on occupied people.

Signs of helplessness are all around. The government says, it "can't abolish Riba" no matter how un-Islamic it may be. Minister for Religious Affairs says "private Jihad not to be allowed," as if the Muslim countries have the will and power to wage public Jihad. Remember there has not been any public Jihad since 19th century, except when the US declared so against the former Soviet Union in Afghanistan. Kashmiris have been left at the mercy of Indian occupation forces. Pakistan cannot move its own troops without prior permission from Washington. And we have desperate suicide attacks on occupation forces like anywhere in occupied territories.

There are no signs of independence at all. We cannot prepare our budgets without an approval from international lending agencies. We cannot conduct any investigation without assistance of FBI agents. Our agencies cannot operate any longer, except in coordination with FBI. We have to detain every person from the Middle East as a potential terrorist and it's the US agencies to decide their fate. Morbid dread of Al-Qaeda is being used to crackdown on religion and further reduce our freedoms as citizens of an independent state. There is no open discussion on any aspect of the ever intensifying occupation.

We are ensuring American "strategic interests" in everything we do, from implementation of American directions on religious institutions to spying on citizens and banning everything that may promote the spiritual message of Islam. The government officials work round the clock to ensure interpretation of Pakistan's occupation as crisis management. It is rather becoming a cause of the future crisis.

For aggressors, such remote control occupation is far better than military conquest, where occupiers may lose their men and resources on daily basis. Besides American lives, maintaining occupation and elevating Karzai to the position of Pervez Musharraf and Hosnie Mubarak is costing US a billion dollars a month. Just like Palestinian authorities in occupied Palestine, US can force our government to routinely violate basic standards of decency in human behaviour as expressed in international human rights law without anyone raising an eyebrow. It can now arrest, indefinitely detain, torture and even kill anyone under the pretext of destroying Al-Qaeda network.

Al-Qaeda's threat has been blown out of proportions to intensify occupation in what a senior British diplomat Robert Cooper calls failed states in the post-modern era. Full text of Cooper's essay appeared in the Observer on April 07, 2002. Main characteristics of such occupations described by Cooper are: the breaking down of the distinction between domestic and foreign affairs of the occupied states; "mutual" interference in domestic affairs and "mutual" surveillance (the word "mutual" is

Vol: 11 Regd. CPL No. 127 No. 25
Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(E-mail: abidjan@tanzeem.org)

The Arrogant Assumption

The increasing demands by leading American analysts, asking the US administration to intensify the "war of ideas," clearly show that they have somehow assumed that the US has the best ideas and it has the best way of life. The Muslim world in particular has to accept these ideas and this way of life. The US must get engaged in a "war of ideas" through a "war within Islam" and win it. Here we need to understand that the demands made and the ways and means suggested are not for a "war of ideas," but to further intensify the ongoing "war for ideas." After Washington Post's editorial "The war of ideas' (Dec. 29, 2001) and after his first appeal for a war within Islam in New York Times (Dec. 12, 2001), Thomas L. Friedman once more came out with a New York Times column "war of ideas" (June 02) demanding that the US must "take on" the Muslim world's "ideas in public." The targeted "idea people" are "religious leaders, pseudo-intellectuals and educators." The arrogant tone and the fatal assumption are clearly evident in the very second paragraph of the article that labels all those with different-than-American-ideas as enemies and "pseudo-intellectuals." Such write-ups show no tolerance towards non-American ideas. However, they expect the Muslims to learn tolerance and "modernize Islam." Amazingly, Mr. Friedman suggests that the target of a "war within Islam" should be Islam's "spiritual message and identity." We must not forget that the spiritual message and identity of Islam are not mere ideas that occur in a common mind. A war with the "spiritual message and identity of Islam," cannot be labeled as a "war of ideas." It is plainly a war with the core of Islam. Pure and simple. Inflaming a "war within Islam" is by no means a war of ideas. It is definitely a war for ideas because there are American ideas on the one hand and normative truth, permanent values and norms on the other. There is a difference between ideas that promote consuming private appetite and oppressive political power and a norm, which means enduring standard. New norms cannot be invented from mere ideas of one's own creation. Nor can the war of ideas be fought with the force of daisy cutter and cluster bombs. Take out the military force and veto power from behind its ideas and the US would sound as irrational as the weakest of the nations sound today. The war of ideas need level playing field for debate and discussion - not a one-way overt dominance of the so-called mainstream media and covert actions by the CIA and FBI. Proponents of a "war within Islam" claim that it is "a war between the future and the past, between development and underdevelopment, between authors of crazy conspiracy theories versus those espousing rationality, between advocates of suicide bombing and those who know you can't build a society out of gravestones." It is really interesting. A well known newspaper, like the New York Times, and a leading analyst, like Thomas Friedman, are telling the Muslims in their face that the war is directed at their "spiritual message" and their "identity." Still they label as irrational and "authors of conspiracy theory" the Muslims who discuss this reality. No one writes any conspiracy theory. It is a reality that Friedman and company are putting in a language as clear as A, B, C before the Muslim world. As far development and underdevelopment is concerned, Islam doesn't teach underdevelopment. If modernization of Islam is the invention of new norms against the "spiritual message" and "identity" of Islam, it shall then be clear that men do not submit long to their own creations. Norms have a reality independent of immediate social and economic utility. Ideas on the other hand are mere fictions. It is naïve on part of the American analysts to assume that their ideas are the best and they would wage a war to convince the Muslim world that their present values and norms are no better than the pompous fabrications of their ancestors, erected to serve the interests of a fraction or an age. If it is so, then every successive rising generation will challenge the principles of personal and social order and will learn wisdom only through agony. Those who stress on the need to reawaken our consciousness to the existence of permanent norms, to the confession that there are enduring standards superior to our petty private stock of rationality are not fanatics. Thomas Friedman gives example of a homosexual Dutch politician Pim Fortuyn, who felt that Islam had "not gone through the Enlightenment or the Reformation," which prepared it to "embrace modernity." If the expected tolerance from Muslims and Islam is to accept homosexuality as an alternative life-style and other such innovations, Mr. Friedman is then in for a rude awakening as it is absolutely impossible. Going to "war of ideas," "war within Islam" and "war on terrorism," etc., simply for imposing this kind of "way of life" in the name of tolerance and modernity is bound to have disastrous consequences. War of ideas to clarify the Islamic and Western point of view is not a bad idea. But attempts either to split the Muslim world or go to a war for imposing western "ideas" – not even ideals - will never ever bring peace and harmony to this troubled world. The "ideas" which have not worked wonder in the west will not turn the Muslim world into a heaven. Institutions, values and norms of a people grow out of their religion, their moral habits and their literature - not from alien ideas imposed with chicanery, deceit and sheer power. Attempts to impose borrowed ideas upon an alien culture, however well intentioned, generally are disastrous - though sometimes decades, or even generations, may be required for the experiment to run its unlucky course. The experiment of Turkey is before our eyes. The norms or order